سلسلہ اشاعت کے باون سال

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ

الحق

624/ ذوالقعدۃ ۱۴۳۸ھ اگست ۲۰۱۷ء

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق

سرپرست اعلیٰ
مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ
مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمَا

جلد نمبر 52

شمارہ نمبر 11

ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ

اگست 2017

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: قانون مکافات عمل اور مجرم نواز شریف کی کوچہ اقتدار سے بے دخلی .... راشد الحق سمیع ۲
- پاکستانی آئین کی دفعہ 62-63 ودیگر اسلامی ترامیم کے بنانے میں مولانا سمیع الحق کا کلیدی کردار ...... ادارہ ۶
- ملک بھر میں تحفظ آئین پاکستان کے لئے تحریک چلانے کا فیصلہ .... ادارہ ۷
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا عرفان الحق حقانی ۱۰
- نیکی کی قدر ومنزلت .... حضرت مولانا انوار الحق صاحب ۲۳
- وصایا المفیدۃ لطلبۃ العلم ...... (تقریر: موذن مسجد نبویؐ ایاد الشکری) ...... ضبط وترتیب: محمد اسامہ سمیع ۲۸
- جامعہ حقانیہ: ایک مشن، ایک تحریک اور ایک نظریہ ...... (تقریر: مولانا محمد اجمل قادری) ...... محمد اسامہ سمیع ۳۳
- موجودہ دور میں مسلم دانشوروں کی ذمہ داری .... مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی ۳۶
- حج: اتحاد اُمت کا سالانہ عالمی اجتماع .... پروفیسر عبدالعظیم جانباز ۳۹
- امام بخاریؒ کے تدریسی مناہج اور اصول .... مولانا سعید الحق جدون ۴۳
- حضرت مولانا سیف الرحمن اور مولانا قاری حق نواز کی وفات .... مولانا ابوالمعز حقانی ۵۲
- دارالعلوم کے شب وروز .... مولانا حامد الحق حقانی ۵۸
- تعارف وتبصرہ کتب .... ادارہ ۶۰

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات وآراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔

فون نمبر: +92 923 -630435

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

فیکس نمبر: +92 923 -630922

فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

624/ ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ اگست ۲۰۱۷ء

نقش آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

قانون مکافات عمل اور مجرم نواز شریف کی کوچہ اقتدار سے بے دخلی

افسوس! میاں نواز شریف کو اللہ تعالیٰ نے پاکستانی عوام کی خدمت کا موقع تین دفعہ عطا کیا لیکن میاں صاحب نے حسب سابق اپنی پرانی آمرانہ روش ہر دفعہ برقرار رکھی اور مملکت خداداد پاکستان کی خالق اور دائیں بازو کی علمبردار پاکستان مسلم لیگ نے اسلامی نظام کی تنفیذ میں کوئی دلچسپی نہیں لی بلکہ سودی نظام کو تحفظ دینے کے لئے اعلیٰ عدالتوں میں شریعت کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کیا، شریعت بل کو سینٹ میں منظوری کے باوجود میاں صاحب نے قومی اسمبلی میں اصل روح کے ساتھ پاس ہونے سے روکے رکھا اور اس کے ساتھ ایسا مذاق کیا جس کی توقع اور جرات ہندوستانی حکمران بھی نہیں کر سکتے تھے، پھر پنجاب بھر میں علماء طلبا اور دینی مدارس کے خلاف کاروائیاں جاری رکھیں، ممتاز قادری کو شہید کرنے کی جرات آصف علی زرداری نے بھی نہیں کی، لیکن میاں صاحب نے فخریہ انداز میں یہ کام بھی کر ڈالا ،مجاہدین اور اسلام پسندوں کے خلاف ان کی دور حکومت میں سفاکانہ کاروائیاں جاری رہیں۔افغانستان میں مجاہدین کے خلاف امریکی غلامی میں جنرل مشرف کے ریکارڈ بھی توڑ ڈالے لیکن جب اللہ کی لاٹھی پڑتی ہے تو پھر صبح انسان ایوان اقتدار میں متمکن ہوتا ہے اور شام کو ذلت ورسوائی کا ٹیکہ ماتھے پر لگا کر اسی محل سے بے عزتی کیساتھ نکالا جاتا ہے۔میاں صاحب اپنی ہی حکومت میں تماشہ بن گئے ہیں،عنقریب یہ ایک بار پھر حسب سابق بھاگنے کی تیاریوں میں ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ پاکستان کے متفقہ آئین کے اہم ترین اسلامی دفعات 62-63 کو آئین سے نکالنا چاہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آئین کے کئی متعدد اہم شقوں کو بھی تبدیل کرنا چاہتا ہے لیکن اس کا یہ شیطانی خواب ان شاء اللہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچے گا اور یہ خود قدرت کے انتقام کا نشانہ مزید بننے جا رہا ہے۔نواز شریف کی نااہلی کے خلاف قلم اٹھایا تھا لیکن اتفاق سے اٹھارہ برس قبل کا اداریہ نگاہوں سے گزرا تو حیرت زدہ رہ گیا کہ میاں صاحب پہ مزید نیا کچھ لکھنا وقت کے ضیاع کے مترادف ہے ،میاں صاحب اٹھارہ برس قبل بھی اپنی انہی حماقتوں اور جرائم کی بناء پر کوچہ اقتدار سے زندان کی سلاخوں اور ذلت ورسوائی کے اندھیروں میں کھو گئے تھے۔پھر قدرت نے انہیں موقع دیا اور یہ ایک بار پھر انہوں نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا نعرہ لگایا اور خداوند قہار نے فوراً ہی اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ کی پکڑ میں لپیٹ لیا

فاعتبروا یا اولی الابصار

اٹھارہ برس قبل دسمبر ۹۹ء ماہنامہ ''الحق'' میں نواز شریف کی برطرفی پر لکھی گئی ادارتی تحریر

تو منکرِ قانونِ مکافاتِ عمل تھا
لے دیکھ تیرا عرصہ محشر بھی یہیں ہے

جادۂ عظمت و اقتدار پر متمکن ''متکبر وجبار مغل شہنشاہ'' سرپٹ دوڑتا ہوا اسلامی، ملکی حدود و قیود کو روندھتا چلا جارہا تھا اور قدرت نے بھی بطور امتحان اسکی رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی تھی۔ اقتدار کی مست اڑانوں نے نواز شریف کو زمین وفرش پہ رہنے سے بے نیاز بنا کر (بزعم خود) عرش کے مکینوں کے ہمدوش کر دیا تھا۔ جہاں سے اس خدا فراموش اور خود فراموش فرعون کو دین و مذہب، ملک وملت، آئین و دستور اور قوم و رعایا حقیر وفقیر نظر آرہے تھے۔ حالانکہ اصل شریفوں کے سر عزتوں اور عظمتوں کی شرف یابی پر بارگاہ خداوند میں پھلوں سے بھری ٹہنی کی طرح جھک جاتے ہیں لیکن اس خاکی پتلے کے کاسہ سر میں تواضع، عجز وانکساری اور جذبہ خدمت خلق کے بجائے کبریائی، غرور وتکبر، نخوت وحشمت، نمود ونمائش اور ضد و انتقام کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ عرصہ دراز سے ملک وملت پر اسکا منحوس سایہ حکومت کسی بدروح کی طرح منڈلاتا رہا اور غریبوں کا خون چوستا رہا۔ پاکستانی قوم دینی حلقوں اور مدارس اسلامیہ پر عرصہ حیات کو عرصہ مقتل بنا دیا تھا۔ جن علما نے انہیں مسند و اقتدار تک پہنچایا تھا۔ ان کے ساتھ کیسا سلوک برتا گیا۔ شریعت بل کو ۱۹۹۰ء میں اپنے الیکشن کا ماٹو بنایا گیا لیکن جب اقتدار حاصل ہوا تو شریعت بل کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا وہ شاید یہود و نصاریٰ بھی نہ کرتے۔ نواز شریف نے اسی شیطانی جمہوری تماشے اور کرپٹ نظام کو سرکاری شریعت بل میں جسطرح تحفظ فراہم کیا اور ترامیم کے تیشے سے اسکی اصل روح ختم کردی۔ حکمرانوں کی خواہش تھی کہ عوام کو شریعت بل اور نفاذ شریعت کا میٹھا شربت پلایا جائے تاکہ وہ بھی مسرور رہیں اور ہمیں تحفظ دینے والا شیطانی کرپٹ نظام بھی قائم و دائم رہے لیکن خدا کی قدرت دیکھئے آج اسی خودساختہ نظام کی بوسیدگی اور بوجھ تلے جیل کی کوٹھری میں اسکا دم گھٹ رہا ہے۔ آج اپنے اعمال اور کارپردازانِ حکومت کے ہاتھوں کس مقام پر پہنچ گیا ہے۔ اسکے حواری مشیر (مشاہد حسین وغیرہ) بھی سلطانی گواہ بن رہے ہیں جو کل تک اس کانفسِ ناطقہ تھا اسی طرح دیگر حکومتی افراد بھی دھڑا دھڑ سلطانی گواہ بن رہے ہیں۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (يٰس:٦٥)

''آج ہم ان کے منہ پر مہر لگائیں گے اور انکے ہاتھ باتیں کریں گے ہمارے ساتھ

اور انکے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ انہوں نے کیا ہے۔"

پھر اپنے مخالفین کو ٹھکانے لگانے کیلئے اس نے جو خصوصی عدالتیں بنا رکھی تھیں اور جن کے ذریعے سینکڑوں لوگوں کو خونِ ناحق میں نہلا دیا گیا تھا۔ آج خود ان کا موجد و منصف انکی زد میں آ گیا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو خود ہی اپنے دام میں صیاد آ گیا

لیکن بالآخر قانونِ مکافاتِ عمل، غریبوں اور مظلوموں کی آہوں، شہیدوں کی بیواؤں اور یتیم بچوں کی آہوں نے اسے عرش سے سیدھا قید و زنداں کے اندھیروں میں پھینک دیا۔ اہل اقتدار اور ہوس پرستوں کیلئے نواز شریف کے انجام بد میں بڑی عبرت و نصیحت ہے۔ کل تک تختِ شاہی اور قصر اقتدار پر متمکن و فائز مغرور شخص آج دارورسن اور قید و بند کی ذلتوں سے دوچار ہے۔

ع دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

تاریخ اپنے آپ کو پھر سے دوہرا رہی ہے۔ پاکستان کا دوسرا بھٹو اپنے انجام تک پہنچنے والا ہے۔ فرانس کے شاہی خاندان کے آخری بادشاہ کو بپھرے عوام نے محل سے گھسیٹ کر چوک میں پھانسی پر لٹکا دیا تھا، نواز شریف تو پھر بھی خوش نصیب ہیں کہ انہیں فرانس کے شاہ لوئی کی طرح ہجوم نے نہیں گھسیٹا بلکہ انہیں قومی محافظوں نے اب تک ضرورت سے زیادہ سہولتیں اور تحفظات فراہم کئے ہیں۔ کل تک قانون و دستور جس کے پیر کا جوتا تھا آج وہ خود آئین کے محافظوں کے بھاری بوٹوں تلے دبا ہوا ہے۔ کل تک جس کی جنبشِ ابرو پر جعلی پولیس مقابلوں میں گردنیں اڑائیں جاتی تھیں۔ آج خود انکی گردن پھانسی کے پھندے سے تھوڑے سے فاصلے پر ہے۔ ظلم و ستم کے کوہ گراں جب قدرت اور حاکم ابد کی گرفت میں آتے ہیں تو پھر یہ حکمران روئی کے گالوں کی طرح اڑتے نظر آتے ہیں يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (القارعة:٤:٥) سابق وزیر اعظم کے دور حکومت میں بی بی سی کے مطابق بارہ سو افراد نے غربت و افلاس، بے روزگاری اور حکومتی پالیسیوں کے خلاف تنگ آ کر احتجاجاً خود کشی کی۔ ان سب کا خون بھی نواز شریف کی گردن پر ہے کیونکہ حضرت عمرؓ جو مسلمانوں کے خلیفہ تھے نے فرمایا تھا کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر جائے تو روزِ قیامت اسکے بارے مجھ سے پوچھا جائے گا۔ یہاں تو ہزاروں افراد ہر روز بھوکوں مر رہے تھے۔ اسی طرح صرف پنجاب میں نواز شریف اور شہباز شریف دونوں کی ایما پر اپنے مخالفین کو جعلی پولیس مقابلوں میں بے دردی سے قتل کروایا گیا۔ تقریباً اب تک دوسو چھبیس افراد کی تعداد سامنے آئی ہے۔ پھر اسی طرح کراچی میں بھی سینکڑوں لوگوں کو مارا گیا۔

افغانستان کے بارڈر پر سینکڑوں پاکستانی طالبان کو بارڈر کراس کرتے ہوئے پکڑا گیا اور مہینوں ٹارچر سیلوں میں رکھا گیا۔ کئی عرب مجاہدین کو خفیہ طور پر قاتل حکومتوں کے حوالے کیا گیا۔ جنہیں پہنچتے ہی پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ لاہور اور اسلام آباد میں حکومت مخالف مظاہروں میں مختلف دینی مکاتب فکر کے لوگوں کے ساتھ جو ظلم و جبر روا رکھا گیا، ایسا سلوک تو کشمیر میں ہندوستانی افواج نے حریت پسندوں کے ساتھ بھی نہیں برتا۔ کئی علما کی ڈاڑھیاں نوچی گئیں اور کئی کو شاہراؤں پر بالکل ننگا کیا گیا۔ صرف اپنی حکومت کو دوام دینے کے لئے ملک میں فرقہ واریت کا ڈرامہ رچایا گیا اور روزانہ درجنوں افراد کو ایجنسیوں کے ذریعے بے دردی سے قتل کرایا گیا۔ اس بربریت پر خدا کب تک خاموش رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرعون کی حکومت اور تکبر کو ختم کرنے کیلئے اس کے اپنے ہی خصوصی بندے پرویز مشرف کو وسیلہ بنایا اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى سابق حکمرانوں کے جرائم کی اتنی بڑی فہرست ہے کہ یہ ادارتی صفحات اسکے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ان کیلئے دیوانِ حشر ہی گواہ بنے گا۔ جو لوگ سابق حکمرانوں پر ترس کھانے اور پھانسی نہ دینے کی بات کرتے ہیں وہ بھی عدل و انصاف کا بول بالا نہیں چاہتے۔ زندگی و معاشرے کو بہتر اور پاک رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے دیے گئے قوانین قصاص، دیت، حدود و تعزیرات اور جزا و سزا کا قائم رکھنا سب کیلئے برابر ہے اور اسی میں زندگی کی بقا ہے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ "قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے" اس سلسلے میں چاہے وہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ ہو یا ابن عمرؓ ہو۔ شریعت میں کسی کی بھی رو رعایت نہیں۔

نواز شریف کا وزیر اعلیٰ اور دو دفعہ وزیر اعظم بننا پھر بعد میں مجرم ٹھہرنا ہمارے لئے ایک عبرت آموز کہانی ہے اور مادی زیست کی بے ثباتی، بے مروتی اور مال و متاع کے باوجود بے حسی اور تماشا گاہِ عبرت بننا ایک چشم کشا سبق ہے وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى "جس وقت وہ ہلاک ہوتا ہے تو اس کا مال اسے کچھ نفع نہیں پہنچاتا۔" شکست و زوال اور مکافات و محاسبہ کا عمل جب شروع ہوتا ہے تو اسکی انتہا بربادی اور فنا کے آخری باب پر ہوتی ہے يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ○ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ نواز شریف کیساتھ مکافات عمل کا کھیل قید و ذلت اور نتائج اخروی کی شروعات اور اسکے چہرے پر عدالت میں پیشی کے موقع پر ہوائیاں اڑنا، شرمندگی اور رونا دھونا آج تمام قوم اور بین الاقوامی دنیا ٹی وی اور ڈش کے ذریعے مزے لے لے کر دیکھ رہی ہے وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ "اور بہت سے چہروں پر اس دن خاک پڑی ہوگی" تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ "ان پر سیاہی چڑھی ہوگی" کا منظر سب کے سامنے ہے کہ......

عدل و انصاف صرف حشر پر موقوف نہیں
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

ادارہ

پاکستانی آئین کی دفعہ 62-63 اور دیگر اسلامی ترامیم کو حذف کرنے کا خطرناک ارادہ اور اسکے بنانے میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا کلیدی کردار

پاس شدہ شریعت بل کے ذریعے اسلامی انقلاب کا راستہ روکنے میں معزول وزیراعظم کا شرمناک کردار

گزشتہ دنوں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے ملکی و بین الاقوامی اخبارات کو آئین کی دفعہ 62-63 اور آئین کے تمام اسلامی ترامیم کے حوالہ سے پریس ریلیز جاری کی گئی جسے تمام اخبارات نے اہمیت کیساتھ شائع کیا۔قارئین الحق کے افادہ عام کیلئے نذر قارئین ہے۔۔۔۔۔(مدیر)

۱۳۔اگست (اکوڑہ خٹک) جمعیت علماء اسلام کے امیر اور دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے نے معزول وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے انقلابی نعروں پر شدید حیرت کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ نواز شریف نے خود اپنے پچھلے ادوار وزارت میں ملک میں اصلاح اور انقلاب کے راستے بند کردیئے تھے،آج انہیں انقلاب یاد آگیا ہے،جبکہ ہم نے سینٹ سے شریعت بل پاس کراکر ملک میں انقلابی راستہ کھول دیا تھا اس کا مقصد ملک کے سیاسی،عدالتی اور معاشی نظام کو تبدیل کرنا تھا،اس کے پاس کرانے کیلئے سالہا سال طویل جدوجہد کی گئی ملک بھر میں دھرنے لانگ مارچ سیمنار اور جلسے ہوتے رہے،استصواب رائے کیلئے بل مشتہر کرنے پر بیس پچیس لاکھ محضرنامے اس کے حق میں جمع کئے گئے،پارلیمنٹ کی موجودہ بلڈنگ کے سامنے متحدہ شریعت محاذ کے صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مرحوم کی قیادت میں لاکھوں افراد نے دھرنا دیا،بالآخر طویل جدوجہد کے بعد سینٹ سے متفقہ طور پر منظور کرایا بل کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ قرآن وسنت کو ہر دستور اور قانون پر بالادستی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلق کو ساورنٹی حاصل ہوگی اور ملک کے ہر اہم ادارے کو اس کے ماتحت کرنا ہوگا،یہ پاس کردہ بل جب اس وقت کے قومی اسمبلی میں منظوری کیلئے پیش کیا گیا تو نواز شریف (اس وقت کے وزیراعظم نواز شریف) نے اس بل کو اس کافرانہ شرط سے مشروط کردیا کہ بل اس شرط پر نافذ ہوگا کہ ملک کا موجودہ سیاسی معاشی اور عدالتی نظام متاثر نہ ہو،اس طرح بڑی ڈھٹائی سے اللہ

تعالیٰ کی حاکمیت اور قرآن وسنت کی بالادستی کا راستہ روک دیا گیا گویا لا الہ الا اللہ کہہ کر اس کی نفی کی گئی، ایسے ہی کافرانہ اور منافقانہ اقدامات کے مکافات عمل میں نواز شریف کی خدائی پکڑ ہو رہی ہے، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اس امر پر مزید حیرت کا اظہار کیا کہ انقلاب کے نعروں کے ساتھ ساتھ ان کی حکومت آئین کے دفعہ 62-63 کو تبدیل اور ختم کرنے کی کوشش کررہی ہے کہ ہر قسم کے فاسق وفاجر بدکردار چور اور ڈاکو کے لئے پارلیمنٹ کا راستہ چوپٹ کھلا رہے، اس شرمناک اور متضاد دعوؤں سے ملک کی تقدیر نہیں بدل سکتی، حضرت مولانا مدظلہ نے کہا کہ ہمیں اس حقیقت کے اظہار اور اس پر فخر کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا کہ ان دفعات میں صادق و امین وغیرہ کی ترمیمات کرانے میں ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ میں میری جدوجہد اور صدر ضیاء الحق کو راضی کر کے اسے آٹھویں ترمیم کا حصہ بنانے میں کلیدی کردار تھا، آج بھی ہم کسی بھی اسلامی ترمیم کو حذف کرنے کی ہر سطح پر مزاحمت کریں گے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ نواز شریف نے عوامی جلسوں، اعلیٰ عدالتوں اور معزز جج صاحبان کو نشانہ بنا کر ملک اور اداروں کو غیر مستحکم کرنے کی ایک ناکام کوشش کررہے ہیں، انہوں نے کہا کہ ماتمی ریلیوں اور دھمکیوں کا مقصد احتساب عدالت پر پریشر ڈالنا ہے، لیکن یہ ان کی بھول ہے، پاکستان کے 20 کروڑ عوام عدالتوں کے ساتھ ہیں اور یہ توقع ہے کہ وہ انصاف پرمبنی فیصلے کریں گے۔ (۱۴۔اگست قومی اخبارات)

ملک بھر میں تحفظ آئین پاکستان کے لئے تحریک چلانے کا فیصلہ

(۱۹۔اگست) جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے تحفظ آئین پاکستان کے لئے تحریک چلانے کا فیصلہ کرلیا، آئین کا بنیادی ڈھانچہ توڑنے یا اس میں تبدیلی کرنے کی ہر کوشش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا، بالخصوص دفعہ 62-63 کی آڑ میں آئین کے تمام اسلامی دفعات کو ختم کرنے کی یہودی، قادیانی اور مغربی لابیوں کی سازش کو پورا کرنے کا سلسلہ شروع ہوجائے گا، قرارداد مقاصد کو آئین سے نکال کر دوبارہ دیباچہ بنانا تحفظ ناموس رسالت امتناع قادیانیت کی ترامیم اور ملک میں قرآن وسنت اور اسلام کی بالادستی ختم کرنے، ملک کو سیکولر سٹیٹ بنانے کے مذموم عزائم کا دروازہ کھل جائے گا، اور 73ء کے آئین کے اصل روح اور طے شدہ امور کو متنازعہ بنا کر قوم کو ایک نہ ختم ہونے والی انتشار میں ڈال دیا جائے گا۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ۷۳ء کے آئین کے تحفظ

پر یقین رکھنے والی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کی آل پارٹیز کانفرنس 28 اگست کو اسلام آباد میں طلب کرلی ہے۔ اس بات کا اعلان جمعیت علماء اسلام کی مرکزی امیر اور دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے جمعیت کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس کے بعد کیا۔ مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں چاروں صوبوں سے ارکان شوریٰ نے شرکت کی جس کی صدارت امیر جمعیۃ مولانا سمیع الحق نے کی۔ اجلاس میں ملک کی سیاسی صورتحال کا تفصیلی جائزہ لیا گیا، اور عدالت عالیہ کی طرف سے نااہل قرار دیئے گئے، سابق وزیراعظم کی طرف سے آئین پاکستان میں تبدیلی کے لئے دیئے گئے بیانات اور ارادوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے ملک دشمن قوتوں کا ایجنڈا قرار دیا گیا۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ۱۹۷۳ء کے آئین اور بعد میں اس میں اسلامی دفعات کو شامل کرنے کے لئے وفاقی مجلس شوریٰ میں کی گئی اہم اسلامی ترامیم اور بعد میں انہیں آٹھویں ترمیم کے ذریعہ آئین کا حصہ بنانے میں جدوجہد میں جمعیت علماء اسلام کے بنیادی اور موثر کردار پر روشنی ڈالی، انہوں نے بتایا کہ آئین میں اسلامی دفعات کو شامل کرنے کے لئے بڑی جدوجہد ہوئی ہے، اب کسی طاقت کو آئین پاکستان بالخصوص اس کی اسلامی دفعات کے ساتھ کوئی کھیل کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، مولانا سمیع الحق مدظلہ نے واضح کیا کہ اگر ایسا کرنے کی کوئی کوشش کی گئی تو جمعیت علماء اسلام اس سازش کا حصہ بننے والی تمام جماعتوں اور سیکولر قوتوں کے سوشل بائیکاٹ کی تحریک چلائیگی اور ان جماعتوں کے ارکان اسمبلی کو اپنے حلقوں میں نہیں جانے دیا جائیگا۔ جمعیت کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں جمعیت علماء اسلام کے تنظیمی امور کے سلسلہ میں آئندہ پانچ سال کیلئے متفقہ طور پر مولانا عبدالروف فاروقی کو مرکزی سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا، علاوہ ازیں صوبہ سندھ کیلئے شیخ الحدیث مولانا اسفندیار خان کراچی، بلوچستان کیلئے مولانا نجم الدین درویش، خیبر پختونخوا کے لئے مولانا سید محمد یوسف شاہ، جنوبی پنجاب کیلئے مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی، شمالی پنجاب کیلئے مولانا مفتی احمد علی ثانی خدام الدین لاہور، فاٹا آزاد قبائل کیلئے مولانا عبدالحئی اور اسلام آباد کیلئے مولانا محمد رمضان علوی کو امیر منتخب کیا گیا۔

اجلاس کے بعد جاری بیان میں مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ملک انتہائی نازک صورتحال سے گزر رہا ہے، ملک دشمن قوتیں ایک نظریاتی، ایٹمی اور عظیم فوج کے حامل ملک پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں، ایسے حالات میں ملک کسی سیاسی بحران کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ میاں نواز شریف کو ان کی بداعمالیوں اور غلط پالیسیوں کی سزا ملی ہے، اور وہ اس سے بھی زیادہ سخت سزا کے مستحق تھے، ملک نفاذ شریعت کیلئے حاصل کیا گیا تھا اور اسکے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ میاں نواز شریف تھے،

سینٹ سے منظور شدہ متفقہ شریعت بل میں ملک کے سیاسی ،عدالتی معاشی نظام کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کی بات کی گئی تھی جسے نواز شریف نے بل سے نکال کر ان تمام شعبوں میں خداوتعالیٰ کی حاکمیت کی نفی کردی، اب وہ کس انقلاب کی بات کرر ہے ہیں، جمعیت علماء اسلام تمام تر مصلحتوں سے بالا تر ہوکر نفاذ شریعت کی جدوجہد جاری رکھے گی، اجلاس میں فیصلہ کیا گیا جمعیت علماء اسلام کو صوبوں اور اضلاع کی سطح پر منظم کرنے اور 2018 کے انتخابات میں حصہ لینے کیلئے جامع حکمت عملی مرتب کی جائیگی اور ایک پارلیمانی قوت کے طور پر ملک کے دفاع میں کردار ادا کیا جائے گا، اس سلسلہ میں جمعیت کی سیاسی کمیٹی تمام حلقوں کا جائزہ لیکر جامع رپورٹ پیش کریگی۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ جمعیت کا آج کا اجلاس ملک دشمن ، سیکولر، لبرل اور مذہب بیزار قوتوں کیلئے واضح پیغام ہے اور اس عزم کا اظہار ہے کہ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے نظریاتی تشخص اور آئین کے اسلامی اور جمہوری شناخت کی ہر قیمت پر دفاع کریگی۔ (۲۰؍اگست کے قومی اخبارات)

خوشخبری

ارباب مدارس، شائقین کتاب اور اہل علم کیلئے ایک اعلیٰ علمی و اصلاحی شاہکار
موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی زیر نگرانی
محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے ارشادات وافادات ،خطبات ومواعظ کا گلدستہ

دعوات حق

۴ ضخیم جلدوں میں منظر عام پر

اضافہ شدہ ایڈیشن
جدید ترتیب
جدید طباعت
اور اعلیٰ کمپوزنگ کے ساتھ

قیمت: ۸۰۰ روپے

ضبط وترتیب
شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

............امتیازی خصوصیات............

☆ نئی ترتیب وتدوین ☆ جامع ،مختصر اور پر مغز عنوانات
☆ اصل نسخے کے ساتھ موازنہ وتصحیح ☆ کتاب میں موجودہ آیات واحادیث کے مستند حوالے وتخریج
☆ سفید معیاری کاغذ اور مضبوط جلد بندی ☆ معیاری وخوبصورت کتابت وکمپوزنگ بہترین سٹنگ
اعلیٰ طباعت کے ساتھ موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے بارعایت دستیاب ہے

(قسط ۵۷) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۳ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب، اہل محلہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال وواقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

دارالعلوم تعلیم القرآن ویسہ کے ختم بخاری میں شرکت

۲۱/اپریل: مولانا فضل واحد صاحب حقانی اوران کے رفقاء کی درخواست پر حضرت شیخ الحدیث والد ماجد ان کے مدرسہ دارلعلوم تعلیم القرآن ویسہ ضلع اٹک تشریف لے گئے۔ ختم بخاری کی تقریب میں شرکت کی، اورصحیح بخاری کی آخری حدیث کادرس بھی دیا۔

مولانا عطاء المحسن اور مولانا عبدالمجید کی آمد

۲۱/اپریل: مولانا سید عطاءالمحسن (صاحب زادہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، دفتر اہتمام میں حضرت شیخ سے ملاقات کی، بعض اہم علمی مسائل پر تبادلۂ خیال کیا، اور حضرت شیخ سے اجازت حدیث بھی لی۔

۲۲/اپریل: انجمن تحفظ حقوق اہل سنت کے ناظم اعلیٰ مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب تشریف

لائے، بعد از مغرب حضرت شیخ الحدیث سے ان کی مسجد میں ملاقات کی، اور اپنے ہندوستان کے دورہ سے حضرت شیخ کو آگاہ فرمایا اور دعائیں حاصل کیں۔

دارالعلوم ربانیہ شیدو کے جلسہ میں شرکت

۲۱/اپریل: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے موضع شیدو کے دارالعلوم ربانیہ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی اور دعا فرمائی، احقر نے اس مقام کی مناسبت سے جہاد سید احمد شہید پر روشنی ڈالی، حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا کہ جہاد افغانستان عین کفر اور ایمان کی جنگ ہے۔

شرعی عدالت کی کارروائی میں حاضری

۲۵/اپریل: احقر وفاقی شرعی عدالت کی طرف سے مولانا مفتی ولی حسن اور مولانا محمد ادریس میرٹھی صدر وفاق وغیرہ پر دائر کردہ مقدمہ کے سلسلہ میں اسلام آباد گیا، عدالت کے اختتام تک عدالتی کاروائی کو دیکھا اسی روز شام کو اسلام آباد ہوائی اڈہ پر سعودی عرب کے شیخ عبداللہ الزائد کا استقبال بھی کیا۔

سعودی عرب کے شیخ عبداللہ الزائد کی دوبارہ آمد

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی ۲۶/اپریل کو سعودی عرب کے ممتاز عالم شیخ عبداللہ بن الزائد سابق وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی حال مدرس اعلیٰ جامعۃ الامام الریاض پاکستان کے دینی مدارس کے معائنہ اور دینی و تعلیمی روابط کی غرض سے تشریف لائے، ان کی آمد کی اطلاع پہلے سے دارالعلوم حقانیہ پہنچ چکی تھی، ۲۵/اپریل کو ۱۲ بجے جب آپ اسلام آباد ائرپورٹ پر اترے تو دارالعلوم کی طرف سے احقر مولانا سمیع الحق صاحب کے علاوہ، مدینہ یونیورسٹی کے استاد شیخ عبدالقوی، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف فیصل آباد، مولانا میاں فضل حق صاحب، بھی ان کے ہمراہ تھے، دارالعلوم کے طلبہ واساتذہ اور مڈل سکول تعلیم القرآن کے طلبہ نے دارالعلوم سے باہر پرشگاف نعروں سے ان کا زبردست استقبال کیا، معزز مہمانوں کو دفتر اہتمام میں لایا گیا، جہاں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ تشریف فرما تھے، اوران کی آمد کے منتظر تھے، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ باوجود ضعف اور نقاہت کے دو آمیوں کے سہارے سے کھڑے ہوئے، اور آگے بڑھ کر ان کا خیر مقدم کیا، پھر چائے سے ان کی تواضع کی گئی۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور معزز مہمانوں کے درمیان کافی دیر تک گفتگو ہوئی اس گفتگو سے مملکتِ سعودیہ کے پاکستان اور اس کے علمی و تعلیمی سرگرمیوں میں دلچسپی اور دونوں ممالک کے آپس میں گہرے روابط پر روشنی پڑتی ہے، لہٰذا اسے نقل کیا گیا جو کہ کچھ یوں تھی۔

شیخ عبداللہ الزائد نے آپ کو فرمایا کہ ہمیں آپ (شیخ الحدیث مدظلہ) کی زیارت وملاقات کی

دیرینہ آرزو تھی، بحمد اللہ کہ آج ہم دوبارہ اس شرف عظیم سے فائز المرام ہوئے۔

شیخ الحدیث کے نام فرمانروائے سعودی شاہ فہد کا نیک جذبات پر مبنی پیغام

،جلالۃ الملک الفہد فرمانروائے سعودی عرب نے مجھے آپ کی خدمت میں تحیہ وسلام عرض کرنے کی تاکید کی تھی ،وہ آپ کے دینی مساعی اور خدمت اسلام کی شبانہ روز جدوجہد سے خوب متعارف اور بے حد مسرور ہیں وہ آپ کی صحت وعافیت مزید علمی وعملی اور روحانی ترقیات کیلئے دعا گو تھے۔

جواباً حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے شاہ فہد کے نام سلام اوراپنا پیغام دیا تو فرمایا میں شاہ کو آپ کا پیغام پہنچانا اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں، نیز حضرت شیخ الحدیث سے دریافت صحت پر فرمایا اس وقت آپ کے وسیع قوی، تعلیمی اوراسلامی خدمات کے پیش نظر تمام عالم اسلام بالخصوص اہل پاکستان پرلازم ہے، کہ وہ آپ کی تندرستی اورصحت کیلئے دعاکرتے رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی اورخدمت دین کیلئے آپ کے عظیم مساعی میں مزید برکتیں نازل فرمادے۔

حقائق السنن دروس ترمذی کوعربی قالب میں ڈھالنے کی خواہش

اس دوران جب احقر نے حقائق السنن اردو جامع السنن (حضرت شیخ الحدیث کے آمالی ترمذی) کا کتابت شدہ کچھ مسودہ پیش کیا، تو معزز مہمان اوران کے رفقاء کے چہروں پر حد درجہ بشاشت اورفرحت وانبساط کے آثار ہویدار ہوئے ،متفرق مقامات سے متن ،عنوانات اورحواشی دیکھ کر حد درجہ مسرت کا اظہار فرمایا اوراس کی تکمیل کی دعا کی، نیز مشتاقانہ طور پر جلد اس کوعربی میں ڈھالنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

ادھر دارالحدیث کا وسیع ہال ، دارالعلوم کے اساتذہ اورطلبہ سے کھچا کھچ بھر چکا تھا، جہاں معزز مہمان نے خطاب کرنا تھا، شیخ عبداللہ الزائد جب حضرت شیخ الحدیث کی معیت میں دارالحدیث میں داخل ہوئے تو ہال نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا، دارالعلوم کے استاد شعبۂ حفظ قاری محمد سلیمان صاحب کی تلاوت کلام سے اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہوا۔

احقر نے معزز مہمانوں کا پرجوش خیر مقدم کیا، اوراجمالی تعارف کے بعد مولانا عبدالرحیم اشرف (فیصل آباد) کوتقریر کی دعوت دی، ان کی مختصر تقریر کا ایک اقتباس یہ ہے:

حقانیہ کے طلبہ کا امتیاز تعلیمی اور جہادی ہر دو میدانوں میں مصروف ہونا

ابھی جہاں بیٹھے بیٹھے مجھے یہ احساس ہوا کہ شیخ عبداللہ الزائد کے دورہ کا آغاز اوراس کی پہلی تقریب دارالعلوم حقانیہ سے شروع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کواللہ تعالیٰ نے

جن بیشار نعمتوں سے نوازا ہے، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اس سے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے طلباء نہ صرف میدان تعلیم میں عظیم ترین سعادتوں سے بہرہ ور ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر جہاد افغانستان میں بھی بنفس نفیس مصروف اور شریک کار رہیں، یہ ادارہ اس وجہ سے بہت زیادہ افتخار کا مستحق ہے کہ اسکے تربیت یافتہ بزرگوں اور نوجوانوں نے جہاد افغانستان میں نہ صرف حصہ لیا، بلکہ بہت سوں نے خلعتِ شہادت بھی حاصل کی ہے ، جب یہ نقطہ سامنے آیا تو مجھے یہاں سے آغاز میں ایک عجیب سی حلاوت اور لذت محسوس ہوئی۔"

اس کے بعد احقر نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور دارالعلوم کی جانب سے کلمات ترحیب پیش کئے، اور دارالعلوم کا اجمالی تعارف کرایا، شیخ عبدالقوی کے مختصر خطاب کے بعد شیخ عبداللہ الزائد نے مفصل تقریر کی۔ تقریب ختم ہوئی تو معزز مہمانوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کتب خانہ، دفتر الحق، دارالتصنیف، موتمر المصنفین کا معائنہ کروایا۔

''قادیان سے اسرائیل تک'' نامی کتاب میں دلچسپی

موتمر المصنفین کی مطبوعات میں آپ نے'' قادیان سے اسرائیل تک'' نامی کتاب میں بڑی دلچسپی ظاہر کی، اور مجھ سے خواہش ظاہر کی، کہ اس کا عربی میں ترجمہ کرایا جائے اور عرب ممالک میں پھیلا جائے۔

اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ہمراہ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لے گئے، جہاں آپ نے ظہرانہ میں شرکت کی، یہاں سے فراغت کے بعد معزز مہمانوں کو دارالحفظ والتجوید میں لایا گیا، دارالحفظ کے طلبہ نے پرشگاف نعرہ ہائے تکبیر سے ان کا استقبال کیا، شیخ نے یہاں بھی ایک ایک طالب علم سے ہاتھ ملایا جب شیخ کو قاری محمد عبداللہ صاحب کے تعارف سے یہ معلوم ہوا، کہ دارالحفظ کے اکثر طلبہ کے والدین یا تو مہاجر ہیں اور یا جہاد افغانستان میں شہید ہو چکے ہیں، بعض طلباء کرام ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کے قدیم علمی مراکز سمرقند و بخارا سے تعلق رکھتے ہیں، اور بعض امام بخاری کے موطن خرتنگ سے تعلق رکھتے ہیں، تو حد درجہ متاثر ہوئے، اور طلبہ کی تعلیمی صلاحیت، قرأت و تجوید، اور عربی کے مکالمے ہمہ تن انہماک اور زبردست اشتیاق سے سنے۔

نوعمر طالب علم کے ترحیبی کلمات اور عربی مکالموں پر حیرت کا اظہار

جب ۹ سال کے ایک طالب نے فصیح عربی اور معصومانہ لہجے میں شیخ کی خدمت میں دارالحفظ کے طلبہ کی طرف سے فصیح عربی میں استقبالیہ کلمات کہے تو شیخ الزائد کی حیرت کی انتہاء نہ رہی، اور فرمایا انا لاتستطیع ان تتکلم مثل ھذا طلبہ کے عربی مکالموں، اور ایک طالب علم کا خطبۂ حجۃ الوداع کے ایک حصہ کا پڑھنا اور ایک کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درد انگیز

کلمات نے تو تمام حاضرین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا،اس موقع پر قلوب میں رقت تھی ،چشم پرنم تھے۔

بعد میں شیخ محترم پشاور تشریف لے گئے ،میں بھی پشاور چارسدہ اتمانزئی کے بعض پروگراموں میں آپ کے ساتھ رہے۔

افسران کا سہ روزہ تربیتی کورس

۲۳تا۲۵/اپریل: پشاور رورل اکیڈمی میں زیر تربیت ملک کے چاروں صوبوں سے بڑے بڑے افسران کا ایک گروپ ۲۳تا۲۵/اپریل کو اپنے سہ روزہ اسلامی تعلیمات کے پروگرام پر دارالعلوم حقانیہ تشریف لایا، تینوں روز حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درس حدیث میں شریک رہے، اس کے علاوہ حضرت مولانا زاہدالحسینی صاحب مدظلہ اوردارالعلوم کے اساتذہ مفتی غلام الرحمٰن ،مولانا انوارالحق ،قاری محمد عبداللہ اوراحقر مختلف موضوعات پر ان کو لیکچرز دیتے رہے،پروگرام کے اختتام پر گروپ کے چیئر مین جناب مقبول حسین صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث کے درس حدیث اوردارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کے لیکچرز سے ہمیں پہلی بار یہ محسوس ہوا کہ اللہ کے نام اوردین کے کام میں بڑی تاثیر ہے،اوراسلام کے ہمہ گیر نظام عدل کے مقابلہ میں دنیا کے تمام نظام ہائے سلطنت ہیچ ہیں۔

مجددی صاحبان اورغلام فاروق کی آمد

۲۴/اپریل: جہاد افغانستان کی مرکزی قیادت کے رہنماجناب مولانا فضل علی صاحب مجددی اورجبہ نجات ملی کے سربراہ جناب مولانا صبغۃ اللہ مجددی کے صاحبزادے ڈاکٹر ذبیح اللہ مجددی مجاہدین کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ،دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات کی ، جہاد افغانستان کی موجودہ صورتحال اوردیگر کئی اہم امور پر تبادلہ خیال کیا۔

۲۸/اپریل: پاکستان کے سابق وزیر تجارت اورمشرقی پاکستان کے سابق گورنر جناب خان غلام فاروق خان صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ،حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات کی اوربعض اہم امور پر تبادلۂ خیال کیا۔

بغیر کسی تشہیر کے ختم بخاری کی تقریب

۱۱/مئی: دارالعلوم حقانیہ میں ختم بخاری کے موقع پر کسی خاص تقریب کا اہتمام نہیں کیاجاتا اورنہ ہی اس کی تشہیر کی جاتی ہے ، جیسا کہ عام طور پر اس موقع پر مدارس کا معمول ہے کہ متعلقین ولواحقین اور وابستگان وخواص کے نام تقریب میں شرکت کیلئے دعوت نامے جاری کئے جاتے ہیں،اوراشتہارات بھی شائع ہوتے ہیں ،بفضل اللہ دارالعلوم حقانیہ کی خدمات علوم ومعارف کی اشاعت اظہر من الشمس ہیں ہرسال فارغ

ہونے والے سینکڑوں فضلاء جو ملک وبیرون ملک دنیا کے کونے کونے میں پھیل کر رخدمت دین میں مصروف ہیں۔

اوراب تو ان کی ایک بڑی تعداد افغانستان کی محاذ جنگ پر روسی دشمن سے برسر پیکار ہے ،غرض دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء متعلقین اوروابستگان کا حلقہ اس قدر وسیع ہوگیا ہے کہ اب نہ تو ان کا احاطہ کسی کے بس کی بات ہے،اورنہ ہی یہ ممکن ہے،کہ سب کو بروقت مطلع کیاجاسکے،پھر بھی دارالعلوم کے مخلصین ومتعلقین، درس حدیث کے عشاق اور حضرت شیخ الحدیث سے خصوصی وابستگی رکھنے والے ختم بخاری کے منتظر اور اس موقع پر حصول برکت ودعا کیلئے بیتاب رہتے ہیں،حسب سابق اس مرتبہ بھی ایک ماہ قبل احباب ومتعلقین خطوط، قاصدین، پیغامات، اورفون کے ذریعہ ازخودختم بخاری کی تاریخ کا تعین دریافت کرتے رہے انگریزی تاریخ ۹ کو: جب حضرت شیخ الحدیث نے فیصلہ فرمایا کہ ۱۱رمئی دس بجے صبح ختم بخاری کیاجائیگا تو یہ خبر آنافانا پورے علاقے میں پھیل گئی ،اور گیارہ مئی کو دس بجے سے قبل دارالحدیث کا وسیع ہال مہمانوں اورطلبہ سے کھچا کھچ بھرگیا۔

حضرت شیخ الحدیث مسند حدیث پر ، اوردارالعلوم کے دیگر مشائخ واساتذہ دائیں بائیں جبکہ سامنے سینکڑوں نورانی طلبہ صحیح بخاری کھولے ماہی بیتاب کی طرح بیٹھے تھے،عجیب پرکیف اورروح پرور منظر تھا،احقر سمیع الحق جو تین ہفتوں سے علیل اور پشاور خیبر ہسپتال میں چند دن زیرعلاج رہا،آج قدرے افاقہ سے تھا،تو دارالحدیث کے اس سالانہ ختم میں شریک ہونے کے لئے حاضر تھا۔

اختتام پر حضرت شیخ الحدیث کے طویل دعافرمانے کے بعد حاضرین صرف مصافحہ اورطلب دعا کی غرض سے حضرت پرٹوٹ پڑے ،اورخدام وعشاق مصافحہ ودست بوسی کی سعادت حاصل کرتے رہے۔

دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ

۱۲رمئی: مولانا گوہر شاہ حقانی اورمولانا غلام محمد صادق حقانی کے شدید اصرار پر حضرت شیخ الحدیث چارسدہ تشریف لے گئے ،جہاں سینکڑوں علماء نے شہرسے باہر نکل کر، دورویہ لائنوں میں فلک شگاف نعروں کے ساتھ حضرت کا استقبال کیا،حضرت شیخ کی آمد کی خبرسن کر پورا علاقہ اُمڈ آیا تھا،عشاق اورمخلصین ایک نظر دیکھنے کیلئے ترس رہے تھے، جب مصافحہ سے سب کی یہ تمنا پوری ہونا مشکل ہوگی تو مدرسہ کے دفتر کی ایک کھڑکی کھول دی گئی ، جہاں سے باری باری سب ایک نظردیکھ کر دوسروں کوزیارت کاموقع بخشتے رہے ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اوردارالعلوم حقانیہ کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمد فرید نے وہاں دارالحفظ والتجوید کا سنگ بنیاد بھی رکھا ، اس کے بعد بخاری کی تقریب تھی،حضرت شیخ الحدیث نے

درس دیا، جس میں بڑے بڑے اکابر علماء اور مختلف دینی مدارس کے شیوخ حدیث بھی موجود تھے، نماز مغرب سے آدھ گھنٹہ قبل واپسی ہوئی۔

جامعہ مدنیہ اٹک میں درس حدیث

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی (اٹک) کے شدید اصرار پر حضرت شیخ الحدیث ان کے مدرسہ جامعہ مدنیہ کے ختم بخاری کی تقریب میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے، اور مدینہ مسجد کے بڑے اور وسیع ہال میں سینکڑوں افراد جو زیادہ تر جدید تعلیم یافتہ اور مختلف محکموں کے بڑے افیسرز تھے، کو درس حدیث دیا، اور پھر انجمن نواجوانان اشاعت القرآن کی طرف سے دئے گئے عصرانہ میں بھی شرکت فرمائی۔

امتحانات وفاق المدارس اور تعطیلات

۲۸ رجب سے دارالعلوم کے امتحانات شروع ہوئے، شعبہ حفظ وتجوید اور دورۂ حدیث کے امتحانات وفاق المدارس العربیہ نے لئے، جس کے ممتحنین کراچی وغیرہ سے تشریف لائے تھے، اسی اثناء میں وفاق کے زعماء نے بھی دو مرتبہ دارالعلوم کا دورہ کیا۔ دس شعبان کو دارالعلوم میں تعطیل ہوئی۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی مجلس میں برطانوی خاتون سکالر مسز ارا شیگ کی حاضری

برطانوی خاتون جو کہ مغربی جرمنی کی عالمی خبررساں ایجنسی کی نمائندہ مسز آرا شیگ ARA) SHEEG) ماسکو میں برطانیہ کے سفارت خانہ میں کرچکی ہیں اور اس وقت پاکستان ٹوبیکو کمپنی لمیٹڈ (P.T.C) کے علاوہ دنیا بھر میں اس کمپنی کے ساتھ بڑے کارخانوں کے چیئرمین کی ہمشیرہ ہیں۔

۳ رمئی ۱۹۷۳ء کو دارالعلوم حقانیہ تشریف لائیں، اور حضرت اقدس شیخ الحدیث سے ملاقات کی، حضرت الشیخ سے ملاقات اور بعض امور پر گفتگو کیلئے کافی دن پہلے وقت مانگا تھا، مذکورہ خاتون روس کے اکثر ان علاقوں اور ریاستوں کا دورہ کرچکی ہیں، جہاں روسی استعمار نے بزور قبضہ اور اپنے نظریات کو مسلط کرنے کے بعد مسلمانوں کے مذہب عبادت گاہوں واملاک کو تاراج نیست ونابود کرنے کی بہیمانہ کوشش کی، چونکہ ان کی گفتگو کے بعض حصوں سے جہاد افغانستان دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور حضرت شیخ الحدیث کی زندگی کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے، حضرت الشیخ اور برطانوی خاتون کے درمیان ترجمان کے فرائض پی ٹی سی اکوڑہ خٹک نے جنرل میجر صاحب جناب جیلانی صاحب نے ادا کئے۔

برطانوی خاتون: برطانوی خاتون نے روس کے علاقوں سمرقند وبخارا، ترکستان اور افغانستان میں مسلمانوں ومجاہدین کے روسی فوج توپ وتفنگ، ٹینکوں، بمبار طیاروں سے معرکۃ الآراء ہونے کے مشاہدات سنائے۔

حضرت الشیخ: حضرت الشیخ نے فرمایا کہ واقعۃ بعض یورپی خواتین بڑی دلیر اور بہادر ہوتی ہے، کہ عین محاذ جنگ میں بموں اور گولوں کی گھن وگرج میں جاکر حالات جنگ معلوم کرلیتی ہیں اور مظلوم پر ظلم کے جو پہاڑ ڈھائے جاتے ہیں اس سے اقوام عالم کو آگاہ کرکے ان کے ضمیر کو جھنجوڑ دیتی ہیں۔

برطانوی خاتون کے اس سوال پر کہ کیا دارالعلوم حقانیہ میں سمرقند، بخارا، ترکستان اور کابل وقندھار کے طلباء بھی پڑھ رہے ہیں، انہیں علاقوں کے رہنے والے طلباء کو بلا کر ان سے ملاقات کرائی گئی، اس ملاقات میں انہوں نے بے حد دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے ان طلباء سے یہاں آمد کا مقصدِ تعلیم وتربیت فراغت کے بعد اپنے علاقوں کو واپسی، مستقبل کے ارادوں اور پروگرام اور اس نوعیت کے دیگر اہم سوالات کئے۔

حضرت الشیخ: اس وقت جہاد افغانستان میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور علماء کی ایک بہت بڑی جماعت میدان جہاد میں قیادت وامارت کا کردار ادا کررہے ہیں۔اور ہر محاذ پر لڑنے والوں میں پیش پیش ہیں۔

برطانوی خاتون: برطانوی خاتون نے حضرت کے اس ارشاد کی بڑی مسرت اور فرخدلی سے تصدیق کرتے ہوئے، کہا کہ جب میں روس میں برطانوی سفارت خانہ میں کام کرتی تھی، میں نے وہاں سمرقند وبخارا اور اس کے ملحقہ علاء سے بھی ملاقاتوں کے دوران دارالعلوم حقانیہ اور اس خطہ کے علماء وفضلاء بالخصوص آپ (مولانا عبدالحق) کا بارہا ذکر سنا، اس طرح میں جہاد افغانستان میں یہاں کے پڑھے ہوئے علماء کی حیرت انگیز قائدانہ صلاحیتیوں سے اپنے ذاتی تجسس کی بناء پر خوب واقف ہوگئی اور اسی وجہ سے میرا خیال یہ تھا کہ دارالعلوم حقانیہ جو کہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مرکز ہے، جس کے تعلیم یافتہ افغانستان میں روسی فوجوں سے ڈٹ کر مقابلہ کررہے ہیں، میرے دل میں دارالعلوم حقانیہ آپ اور یہاں کے رہنے والوں کی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوگیا تھا، اور اس تمنا کی وجہ سے مضطرب رہی، آج آپ کی ملاقات سے یہ دیرینہ خواہش اور تمنا پوری ہوگئی۔

برطانوی خاتون نے مزید بتایا کہ میں نے بہت قریب سے بعض روسی مسلم علاقوں کو دیکھا ہے، چونکہ روس کا تسلط وہاں زیادہ تر مسلم علاقوں پر ہے اور اب کافی عرصہ سے قدرت کا کچھ ایسا مظاہرہ ہورہا ہے کہ ان علاقوں میں اگر روسیوں کا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے، تو مسلمانوں کے تین وچار تو گویا اس تناسب سے مسلم آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے، روس نژاد وہاں کے مسلمانوں سے تنگ آرہے ہیں، اور اب وہ وقت دور نہیں جب وہاں کے مسلم نوجوان نسل روسیوں کو اپنے علاقوں سے باہر نکال دیں گے۔

حضرت الشیخ: جہاد افغانستان میں بھی علماء کرام اور مسلمان بے سروسامانی اور نہتے ہونے کے باوجود جو کردار ادا کررہے ہیں، اس سے بھی روس کی اصل حقیقت دنیا پر واضح ہوچکی ہے، حالانکہ روسی قوت کو ساری

دنیا میں ایک اورنا قابل تسخیر طاقت اورہوا سمجھا جارہا تھا مگر الحمدللہ ہمارے ان علماء کرام اور مجاہدین افغانستان نے سر پر کفن باندھے خدا کے فضل وکرم سے روسی قوت کا ایسا مقابلہ کیا کہ ساری دنیا کے سامنے روسی استعمار وطاقت کا بھانڈا پھوٹ گیا۔

مسز آرمشیگ: خاتون نے تعجب سے پوچھتے ہوئے کہا آپ کا یہ ادارہ دارالعلوم حقانیہ اس قدر وسیع وعریض احاطہ وعظیم الشان بلڈنگ پر مشتمل ہے اور ایسی ہی تعلیم پانے والے تقریباً ۱۵۰۰ طلباء جن کے قیام وطعام پانی وبجلی ودیگر ضروریات بھی ادارہ کے ذمہ ہیں، اتنے اخراجات کہاں سے پورے ہوتے ہیں، حالانکہ آپ کا ادارہ حکومت کا تعاون اور ایڈ وغیرہ بھی قبول نہیں کرتا؟

حضرت الشیخ: ہم مسلمانوں کا ایک خدا ہے اور ہمارا یقین کامل ہے، کہ وہی پالنے والا اور رزق دینے والا ہے، اس ذاتِ برحق نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں فرمایا ہے: ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لایحتسب ہمارا یہ ادارہ، اس کے طلباء، اساتذہ، اور فضلاء وغیرہ اسی وحدہ لاشریک خدا کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے سارا سال اپنے تعلیمی وتدریسی کام اور پھر تعلیم سے فراغت کے بعد تبلیغ، خدمت دین، جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ میں منہمک اور مصروف رہتے ہیں، خداوند کریم ان کیلئے رزق اور معاش کے اسباب غیب سے مہیا کردیتے ہیں، الحمدللہ الحمدللہ ہم نے آج تک خدا کے سوا کسی کے سامنے دست سوال نہیں پھیلایا، آپ جو تقریباً ساٹھ کارخانوں سے تعلق رکھتی ہیں اور آپ کیساتھ پی ٹی سی اکوڑہ خٹک کے منیجر ودیگر افسران تشریف لائے، کیا آپ یا آپکے ان رفقاء سے آج تک میں نے یا دارالعلوم کے کسی نمائندہ نے آپ کے ہاں آکر کسی عنوان سے دارالعلوم حقانیہ کی معاونت کے سلسلہ میں کچھ طلب کیا ہے......؟ ہرگز نہیں ہمارا ویرزقہ من حیث لایحتسب پر ایمان بھی ہے، اور شبانہ روز کا مشاہدہ بھی ہے۔

برطانوی خاتون نے حضرت شیخ الحدیث کا شکریہ ادا کرتے ہوئے، باوجود ضعف وکمزوری کے ملاقات وگفتگو کے تکلیف دہی پر معذرت چاہی، ملاقات کے بعد مذکورہ خاتون نے دارالعلوم حقانیہ کے تمام شعبوں کو بنظر تحقیق دیکھا کتب خانہ میں بعض نوادرات دیکھ کر بے حد خوش ہوئیں۔ دارالحفظ والتجوید کے بعض چھوٹے طلباء نے قرآن مجید کی کچھ آیات سنائیں، آپ نے ادب واحترام سے سنا اور اسلام کی عظیم نشرگاہ کے بلاکسی ظاہری اسباب کے وسعت وترقی کو دیکھ کر خوشگوار وتعجب انگیز تاثرات کے ساتھ واپس چلی گئیں۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے طلباء کے ساتھ سوال وجواب کی نشست

۲۹ مئی: کو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی فیصل مسجد اسلام آباد کے طلباء کی ایک جماعت جو تقریباً پچاس افراد پر مشتمل دارالعلوم حقانیہ کے مطالعاتی دورہ پر آئی، دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے

ملاقات کے بعد احقر سے معلومات کی غرض سے دارالعلوم کے نصاب، طرزِ تعلیم، مدتِ فراغت، دارالعلوم کے تاریخ تاسیس سند، دارالعلوم کے اخراجات اور جہاد افغانستان کے بارہ میں سوالات کئے، جن کے احقر نے حتی الامکان تشفی بخش جوابات دیئے، تمام طلباء بڑے غور وفکر وانہماک سے سنتے رہے، جبکہ کچھ طلباء نے یہ تمام حالات کوائف اپنے ڈائری میں منضبط بھی کئے، سوالات وجواب کے اس وقفہ کے بعد طلباء نے حضرت شیخ الحدیث سے کچھ نصائح سننے کی خواہش ظاہر کی، اس موقع پر حضرت نے جن ارشادات عالیہ سے ان طلباء کونوازا، وہ کچھ یوں تھے۔

اسلامک یونیورسٹی فیصل آباد کے طلبہ کو شیخ الحدیث کے ارشادات

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم ارشاد نبوی ہے کہ طالب علم کیلئے فرشتے رحمت کے پر بطور اعزاز بچھاتے ہیں، میں اس کی کوئی تاویل نہیں کرتا، آپ حضرات بھی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے طالب علم ہیں، اس یونیورسٹی کا مقصد بھی اسلامی تعلیمات اور علوم کی ترویج واشاعت ہے، اس لئے آپ بھی اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرے میں آتے ہیں اگر آج کوئی کہہ دے کہ طالب العلم کیلئے فرشتے پر بچھاتے ہیں، تو اس میں کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں۔

ملائکہ کے ذریعہ موذی اشیاء سے حفاظت الٰہی کا نظام

کیونکہ رب العزت نے انسان کے ہونٹوں پر دوفرشتے مقرر کئے، اسی طرح آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف باڈی گارڈ موجود ہیں، تمام فرشتے تکوینیات کے نظام پر رب العزت نے مقرر کیئے۔ زمین پر کروڑوں اربوں سے بھی زیادہ موذی حشرات الارض موجود ہیں، اگر رب العزت کی جانب سے فرشتوں کے باڈی گارڈ کا انتظام نہ ہوتا تو ہر وقت ان کی طرف سے ضرر رسانی کا خطرہ لاحق ہوتا، یہی حفاظت ہی ہے جس کی بدولت یہ حشرات انسان کے قریب نہیں آتے، ہاں جو تکلیف انسان کیلئے مقدور ہو وہ پہنچ کر دیتا ہے، بس وٹرک میں چند پونڈ ہوا ڈال کر سینکڑوں من بوجھ اس میں لادا جاتا ہے، مگر ٹائر دبتا نہیں کیونکہ جو ہوا ٹائر میں ڈال دی گئی ہے اس میں اتنی قوت اور طاقت ہے کہ سینکڑوں من وزن کا مقابلہ کر سکے، مگر انسان پر لاکھوں پونڈ ا ہوا، کا دباؤ ہر وقت رہتا ہے، مگر وہ نہ دبتا ہے اور نہ اس ہوا کی کسی قوت اور طاقت کا اس پر کوئی اثر ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے، کہ لاکھوں فرشتے ہر کسی کی خدمت وحفاظت میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں، آپ کا یہاں آنا ہی صرف باعث برکت نہیں بلکہ آپ کے ساتھ وہ فرشتے یعنی باڈی گارڈ بھی یہاں تشریف آوری کر چکے ہیں، جن کا آنا برکات وفضائل کا باعث ہے۔

انگریز دور میں مسلمانوں کو بدلنے کی سرتوڑ کوششیں

محترم حضرات! آپ کو معلوم ہے، کہ ہمارا یہ ملک انگریزوں کے ماتحت تھا، انگریزوں نے تسلط حاصل کرنے کے بعد قریباً ڈیڑھ سو برس حکومت کی، مسلمانوں کی عادات وروایات بدلنے کے ساتھ یہ بھی کوشش کی کہ اس ملک کی آبادی کو عیسائی بنائیں، اس مقصد کیلئے یہاں مشنری ادارے قائم کئے، پادری بھیجے تشدد اور لالچ سے بھی کام لیا، اگرچہ چند نیک لوگوں نے مقابلہ بھی کیا لیکن جو قسمت میں مقدر ہوتا ہے، وہی ہوتا ہے شامت اعمال کا نتیجہ تھا کہ انگریز، سکھ اور ہندو مسلمانوں پر مسلط رہے، ہندوستان کی سڑکوں کے دونوں طرف درجنوں علماء کو درختوں پھانسی سے لٹکایا گیا غرض جتنی زیادتیاں باطل قوتوں نے مسلمانوں کو دبانے کیلئے چاہیں کرلیں۔

انگریز کا مقابلہ کرنے کیلئے قیام دارالعلوم دیوبند کے دیرپا اثرات

اس افسوسناک دور میں ہندوستان کے چند علماء نے سوچا کہ انگریز سامراج اور عیسائیت کا مقابلہ جنگ سے تو ناممکن ہے، نہ قوت وطاقت اور نہ ذرائع حرب سے یہ سب کچھ پانا ممکن ہے، ان علماء کا مقصد اسلام کو بچانا تھا، چنانچہ علماء میں سے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ اور مولانا محمد قاسم نے انگریزی سامراج اور ان کی عیسائی مشنریوں سے آزادی اور چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے ایک مضبوط قلعہ بنانے کا ارادہ کرکے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ڈال دی۔

ابتداء میں ایک طالب علم اور ایک استاد ہے، دونوں کا نام محمود ہے، انار کے درخت کے نیچے ایک چھوٹی سی مسجد میں بسم اللہ کرتے ہیں دل میں ارادہ انگریز کے تسلط کو ختم کرنا ہے، لوگ مذاق اڑاتے ہیں، کہ یہ چند مولوی کیا کرسکتے ہیں، اور کیا کریں گے، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس عظیم مدرسہ نے کیسے کیسے رہنمایانِ ملت کو پیدا کیا، جن کی قیادت کے بدولت مسلمانان ہند میں حریت کا جذبہ بیدار ہوا، اور مسلمان انگریزی استعمار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، اس مدرسہ کی آج یہ حالت ہے، کہ دنیا کے ہر کونے میں کوئی نہ کوئی دارالعلوم دیوبند کا فارغ التحصیل موجود ہوگا، جو اشاعت اسلام اور تدریس وتعلیم ودیگر فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہوگا۔

دیوبندی علماء کرام نے مغربی تہذیب کا راستہ برصغیر میں روکا

ابھی حال ہی میں ہمارے علماء کے ایک وفد نے عراق اور کویت وغیرہ کا دورہ کرنے کے بعد اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ان ممالک میں نماز کی امامت کرنے والے بھی تہذیب مغرب میں ڈوبے ہوئے ہیں آج برصغیر ہند میں ۴۰ کروڑ مسلمان دارالعلوم دیوبند کی بدولت اپنے دینی تہذیب اور تشخص کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ اس مدرسہ اور اس سے فیض یافتگان نے سینوں اور سفینوں میں دین کو جمع کیا۔ رب العزت کے اس فرمان کے مطابق ام الملوك اذا دخلو ا قرية افسدوها۔ ترجمہ: والیان

ملک جب کسی بستی میں داخل ہو جاتے ہیں اسکوتہہ وبالا کر دیتے ہیں۔

انگریز نے عیسائی و استعماری انقلاب لانے کی کوشش کی اور برصغیر ہند میں ہر قسم کا فساد جوان کیلئے ممکن ہو سکا پھیلایا مگر پھر بھی وہ دین کو ختم نہ کر سکے۔ کیونکہ اسی مدرسہ کے فرزندان نے ان کا مقابلہ کیا جیسا کہ بیشار ملکوں میں آج بھی کفر واسلام کا مقابلہ جاری ہے۔ مگر علماء حق ہی کفر کے خلاف سینہ سپر ہیں۔ رولٹ کمیٹی کی رپورٹ میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں اوراس کے بعد انگریزوں کا مقابلہ مولوی ہی نے کیا۔

حقانیہ کا قیام اوراس کے فضلاء کا جہاد اور دیگر میدانوں میں رہبرانہ کردار

یہ ادارہ دارالعلوم حقانیہ بھی اس دارالعلوم کا فیض ہے۔ پاکستان قائم ہونے کے بعد ہم نے یہاں آکرسوچا کہ سب سے پہلے دین کی حفاظت کا بندوبست کرنا چاہیے ہمارے سامنے اپنے بزرگوں کا نمونہ اور کارگذاری تھی۔ چنانچہ اس دارالعلوم کی بنیاد ڈالی گئی تا کہ یہاں سے بھی ایسے علماء وفضلاء پیدا کئے جا سکیں جو دین کے دشمنوں کے خلاف بر وقت ہر میدان میں صف آراء ہیں چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ عرصہ دراز سے مشرق وسطی میں جنگ و حالت جنگ جاری ہے۔ایک طرف مٹھی بھر بائیس لاکھ یہودی اور دوسری طرف بارہ کروڑ مسلمان جن کو اللہ تعالی نے ہر قسم کے مادی و مالی وسائل سے مالا مال کیا ہوا ہے۔ مگر پھر بھی ہر وقت مسلمانوں کو شکست و ریخت کا سامنا کرنا پڑھ رہا ہے' آپ کو معلوم ہے کہ کبھی بیت المقدس پر قبضہ ،کبھی بیروت میں مسلمانوں کا قتل عام اور کہیں دیگر مظالم اور رسوائیوں سے مسلمان دو چار ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرق وسطی کے مسلمانوں نے مغربی تہذیب کو اپنا کر اپنے اسلامی تمدن وروایات کو بھلا دیئے ہے،اس کے مقابلہ میں روس جیسا قوی اور دیو قامت ملک ہے اور چند ہزار بے بس افغان مجاہدین جو دینی جذبہ جہاد سے مالا مال ہیں ان کے مقابلہ میں وہ بے بس ہے،اگرچہ حکومت پاکستان افغان مہاجرین کو پناہ دینے کی حد تک اعانت کررہی ہے،مگر کوئی ملک پاکستان سمیت ان مجاہدین کو فوجی امداد نہیں دے رہا

یہ برکات اور کامیابیاں رب العزت کے فضل اور ان علماء کی قربانیوں کی وجہ سے ہیں گلگت چترال سے لے کر کوئٹہ پشین تک تمام سرحد پر اس مدرسہ کے فضلاء اور دیگر علماء اور طلبا نے کمیونسٹ فوج کے خلاف نبرد آزما ہیں، آج اگر اس طرح اسلامی مدارس مشرق وسطی میں بھی ہوتے تو وہ حالات نہ ہوتے جن کا آج وہاں کے مسلمان سامنا کرر ہے ہیں، جس طرح کہ اکابر دیوبند نے انگریز کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے دارالعلوم قائم کیا۔

تقسیم کے بعد جب ہم پاکستان آئے نئی نئی حکومت بن چکی تھی ،کوئی وزیر نئے کارخانوں پر اصرار کرر ہا تھا اور کوئی فوجی قوت کو بڑھانے پر مصر تھا،غرض ہر شعبہ اقتصاد ومعاش کو ترقی دینے پر بیانات زور وشور سے دیئے

جارہے تھے اور صنعتوں وغیرہ کے لگانے کے اعلانات ہوتے رہے،مگر کسی دینی ادارہ کے قیام کا اعلان کسی نے نہ کیا حالانکہ جس نظریئے کے تحت یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا اس کا پیش نظر تو دینی ادارہ کے قیام و استحکام کی طرف فوری توجہ دینی چاہیے تھے،اس زمانہ کے ایک وزیر سے پوچھا گیا کہ دین کی ترقی کیلئے کیا قدم اٹھایا جائے گا اور کسی قسم کا ادارہ بنایا جائے گا،تو انہوں نے کہا کہ ہم سوچ رہے،لیکن ہم جو ادارہ بنائیں گے وہ دارالعلوم دیوبند کی طرح نہیں ہوں گے، بلکہ جامعہ از ہر جیسے آزاد خیال دینی ادارے بنائیں گے۔

دارالعلوم حقانیہ کے قیام کا مقصد اسلامی نظریہ کی حفاظت واشاعت

بہرحال ہم نے بھی اسلامی نظریہ اور اس کی حفاظت واشاعت کی بناء اللہ کا نام لیکر بغیر کسی اعلان اپیل وتشہیر وبلا کسی پیشگی چندے وغیرہ کے اکوڑہ خٹک کی ایک چھوٹی سی مسجد میں کام شروع کردیا۔اللہ کے فضل وکرم سے اب یہ دارالعلوم اور اس کے اثرات آپ کے سامنے ہیں،اسکے فضلاء جہاد کے سربراہ ہیں، مفتی ہیں،مدرس ہیں،معلم ہیں،سیاسی زعماء ہیں،اور دیگر مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اسلام کی تعلیمات کا نمونہ پیش کررہے ہیں ایک وقت وہ بھی تھا کہ ملک کے ایک سابق صدر نے کہا تھا کہ ہم ایک دارالعلوم دیوبند کے اثرات کو زائل کرنا چاہتے ہیں مگر یہاں تو گھر گھر ہی دینی مدارس بن رہے ہیں،موجودہ صدر تو بحمدللہ دیندار ہے اور ملک میں نظام مصطفیٰ قائم کرنے کا بھی خواہاں ہے،رب العزت اسے حقیقی معنوں میں ترویج کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم حکومت پر بوجھ بننا نہیں چاہتے،بحمدللہ ہمارے جملہ مصارف رب العزت غیب سے پورا فرماتے ہیں،نصاب تعلیم کی اصلاح اور علوم جدیدہ کا اس میں سمونا وغیرہ بھی ہمارے زیر غور ہے،ان شاء اللہ آہستہ آہستہ یہ سب کچھ تکمیل تک پہنچ جائے گا،فی الحال ہم نے مڈل تک مروجہ نصاب کے ساتھ علوم دینیہ کو بھی رکھا ہے۔ان شاء اللہ بتدریج مڈل سکول کو میٹرک تک ترقی دے کر علوم دینیہ کا نصاب بھی بڑھا دیا جائیگا۔

اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا مقصد پورا کرنا ضروری ہے

آپ کی اسلامی یونیورسٹی جس مقصد کیلئے قائم کی گئی ہے،اللہ تعالیٰ اس مقصد میں کامیابی سے ہمکنار فرمادے، آپ کی جس قدر محبت دین سے ہوگی،آپ کے لئے باعث ترقی درجات ہوگی اور یونیورسٹیوں کے طلبا آپ کے دینی معیار کو دیکھیں گے تو نصیحت لیں گے،آپ لوگوں کے ہاتھوں میں آئندہ حکومت آئے گی تو اگر آپ حقیقی معنوں میں دینی علوم سے آراستہ ہوں تو دین کا بول بالا ہوگا۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

نیکی کی قدر و منزلت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد ! فاعوذبالله من الشیطٰن الرجیم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا (بنی اسرائیل : ۱۹)
''اور جوکوئی آخرت چاہے اور اس کے لئے اتنی کوشش بھی کرے جتنی کرنی چاہیے اور وہ مومن بھی ہوتو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی''

ادنیٰ ایمان

میرے محترم دوستو! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت مبارکہ تلاوت کی ۔ یہ بظاہر چھوٹی سی آیت ہے لیکن جہاں کے معانی اور مقاصد اس آیت مبارکہ میں پوشیدہ ہیں ، گویا دنیائے فانی کے اندر بندہ مؤمن جو بھی نیک کام کرتا ہے، جو شریعت کے خلاف نہ ہو، خواہ وہ بہت چھوٹی نیکی ہی کیوں نہ ہو مثلاً راستہ میں پڑا کوئی چھلکا یا کانٹا ہو اور یہ سوچ کر اٹھائے کہ کوئی بندہ اس پر گرتے ہوئے تکلیف سے دوچار نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی اس معمولی عمل کی قدر کرے گا اور بخشش کا ذریعہ بنائے گا ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو ایمان کا درجہ قرار دیا ۔ فرمایا:

الایمان بضع وسبعون شعبة ادنٰها اماطة الاذیٰ عن الطریق
یعنی ایمان کے ستر سے اوپر شاخ اور حصے ہیں ۔ کم سے کم درجہ اور شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز دور کرنی ہے ۔

اس لئے کتابوں میں لکھا ہے کہ کوئی چھوٹی سی نیکی اس خیال سے ترک نہیں کرنی چاہیے کہ یہ تو چھوٹی سی نیکی ہے اس کو کر کے کیا ثواب ملے گا:

بہائم پر رحم

میرے محترم سامعین! حدیث شریف میں آیا ہے: ''کہ ایک شخص گرمی کی موسم میں اپنی منزل کی طرف جارہا تھا، اسکو پیاس لگی اس حالت میں اس کو ایک کنواں نظر آگیا لیکن پانی نکالنے کا کوئی سامان مثلاً ڈول، رسی وغیرہ موجود نہیں تھا، اس لئے پانی پینے کیلئے مجبوراً یہ شخص کنویں میں اتر گیا، پانی پی کر نکل آیا اب اس کی نظر ایک کتے پر پڑی جو پیاس کی شدت کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا تھا، اس شخص کو اس کتے کی حالت پر ترس آیا کہ میں اللہ کے مخلوق کو تکلیف سے نجات دوں۔ لہٰذا وہ بے چارہ دوبارہ اس کنویں میں اتر گیا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر منہ میں موزہ تھام کر بہت محنت ومشقت سے پانی نکال لایا، اور اس پیاسے کتے کو پانی پلایا تو اس بندہ کی یہ نیکی خدا کو بہت پسند آئی اور اسے بخش دیا''۔

امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں حدیث شریف بایں الفاظ نقل کی ہے، اور باب قائم کیا ہے

باب رحمت البهائم

عن ابی هريرةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال ، بينما رجل يمشى بطريق اشد به العطش فوجد بئراً فنزل فيها فشرب ثم خرج فاذا كلب يلهث يأكل الثرىٰ من العطش فقال الرجل لقد بلغ هذا لكلب من العطش مثل الذى كان بلغنى فنزل البئر فملاء خفه ثم اسكها بفمه فسقىٰ الكلب فشكرالله له فغفرله، قالو يارسول الله صلى الله عليه وسلم وان لنا فى البهائم اجراً ؟ قال : فى كل كبدرطبة اجراً

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس اثنا میں کہ ایک آدمی راستہ پر چلا جارہا تھا، اسے سخت پیاس لگی چلتے چلتے اس کو ایک کنواں ملا وہ اسکے اندر اترا اور پانی پی کر باہر نکل آیا، کنویں کے اندر سے نکل کر اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہے جس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور پیاس کی شدت سے وہ کیچڑ کھا رہا ہے اس آدمی نے دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی ایسی تکلیف ہے جیسی کہ مجھے تھی اور وہ اس کتے پر رحم کھا کر پھر اس کنویں میں اترا، اور اپنے چمڑے کے

موزے میں پانی بھر کراس نے اس کو اپنی منہ میں تھاما اور کنویں سے نکل آیا اور کتے کو وہ پانی اسنے پلادیا، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی اس رحم لی اور محنت (نیکی) کی قدر فرمائی، اور اس چھوٹے عمل پر اس کے بخشش کا فیصلہ فرمادیا۔ بعض صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ سن کر دیافت فرمایا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جانوروں کے تکلیف دور کرنے میں بھی ہمارے لئے اجر وثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ہر زندہ اور جگر رکھنے والے جانور (کی تکلیف دور کرنے) میں ثواب ہے۔

ایک حدیث شریف میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

عن ابی امامةؓ قال:قال رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم :من رحم ولو ذبیحه رحمه الله یوم القیامة (الادب المفرد)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص نے رحم کیا اگر چہ ذبح ہونے والے جانور پر ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم فرمائینگے۔

جانوروں کا انسانی ضرورت کے لئے ذبح کرنا جائز قرار دیا ہے۔ لیکن ذبح کرنے میں ایسی صورت اختیار کی جائے کہ جانور کو کم سے کم تکلیف ہو، مثلاً چھری خوب تیز ہو اور یہ کہ شرعی رگوں کے کاٹنے کے علاوہ سرکو تنہ سے نہ کاٹ کیا جائے۔ ٹھنڈا ہونے کے بعد کھال اتاری جائے۔

نیکی کی قدر

اس لئے میں عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مؤمن بندے کی ہر نیکی کی قدر کی جائیگی۔ پتہ نہیں کونسی نیکی اخلاص اور للّٰہیت کے جذبہ کے ساتھ کی گئی ہے۔ اور وہ عنداللہ مقبول ہوکر بخشش کی ذریعہ بنتی ہے، کتابوں میں لکھا ہے کہ امام غزالیؒ جو بہت بڑے اسلامی فلاسفر ہیں۔ بہت سی کتابیں لکھی ہیں، ان کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ کوئی کتاب لکھ رہے تھے۔ قلم سیاہی سے بھر کر جودوات سے اٹھائی تو مکھی آکر قلم کے نوک پر بیٹھ گئی۔ امام نے سوچا کہ چلو خدا کی مخلوق ہے سیر ہوکر چلی جائے گی تھوڑی دیر کیلئے قلم روکے رکھا، جب مکھی اڑکر چلی گئی تب لکھنا شروع کردیا۔ اب یہ چھوٹی سی نیکی امام غزالیؒ بھول گئے اور اس کو معتد بہ نہ سمجھا، فوت ہونے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا حضرت مرنے کے بعد کیا معاملہ ہوا؟

فرمانے لگے: اللہ نے مجھے اپنے سامنے بلایا اور کہا: غزالی تجھے یاد ہے کہ تو نے ایک پیاسی مکھی کو سیاہی پلائی تھی؟ میں نے تیرے وہی عمل کو قبول کر کے تجھے بخش دیا۔

ادب بخشش کا ذریعہ

امام احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ کچھ مضمون لکھ کر بیت الخلاء قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو انگلیوں پر سیاہی دیکھی، سوچا کے بڑی بے ادبی ہے، یہ تو وہی سیاہی ہے جس پر میں نے کوئی حدیث یا آیت کلام پاک لکھی۔ واپس باہر تشریف لائے ہاتھ دھو کر سیاہی انگلیوں سے چلی گئی تب داخل بیت الخلاء ہوئے۔ فراغت کے بعد جب نکلے تو الہام ہوا، احمد! میں نے تجھے اس چھوٹے عمل کی بدولت بخش دیا، تو میرے بھائیوں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے ہر نیکی کی قدر ہوتی ہے۔ جب تک ہم کسی نیک عمل کو یہ سمجھ کر چھوڑ دیں کہ یہ تو چھوٹی سی نیکی ہے کہ کیا کام آئے گی۔

صحابہ کرامؓ کی فکر آخرت

ہم اگر صحابہ کرامؓ کی زندگیوں پر نظر ڈالیں تو ہمیں صاف نظر آئے گا کہ وہ لوگ آخرت کیلئے سب کچھ کرتے تھے۔ اگر دنیا کماتے، یا لگاتے تو آخرت کی خاطر لیکن ہم ہیں کہ آخرت کے کام کرتے ہیں، دنیا کی خاطر اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت سلمان فارسیؓ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ آتش پرست کے بیٹے تھے۔ بالآخر مدینہ منورہ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص شاگرد و خادم بننے کا شرف حاصل کیا۔ اصحاب صفہ یا غربائے مدینہ کے مانیٹر اور نگران بنے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے ساتھ اتنی محبت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: السلمان من اھل البیت سلمان تو میرے اہل بیت میں سے ہے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد صحابہ کرامؓ میں مواخات اور بھائی چارہ کروایا، تو حضرت سلمان فارسیؓ کو حضرت ابو درداءؓ کا بھائی بنادیا۔ دونوں ایک دوسرے کو اپنے حالات سنایا کرتے تھے۔ حضرت ابو درداءؓ بیت المقدس چلے گئے اور وہیں رہنا شروع کر دیا۔ انہوں نے وہاں سے حضرت سلمان فارسیؓ کو خط لکھ کر بھیجا اور تحریر فرمایا:

الحمدللّٰہ الذی انزلنی فی الارض المقدس واتانی اللّٰہ مالا واولادا

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے مقدس قطعہ ارض پر وارد ہونے کی توفیق بخشی اور اللہ

تعالیٰ نے مجھے مال بھی خوب دیا اور اولاد بھی خوب عطا فرمائی ہے۔
جب حضرت سلمان نے خط پڑھا تو درج ذیل جواب ارسال فرمایا:

فاعلم یا ابا درداء ان الارض المقدس لا تقدس الانسان لکن تقدس الانسان بالاعمال الصالحات والاخلاق الفاضلة فیالیت اعطاك اللّٰه بدل المال علماً نافعاً وبدل الاولاد عملًا صالحاً۔

اے ابودرداء! آپ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ مقدس جگہ کی وجہ سے انسان مقدس نہیں بنا کرتا بلکہ انسان تو نیک عمل اور اچھے اخلاق کی وجہ سے مقدس بنتا ہے اے کاش! اللہ تجھے مال کے بدلے علم نافع اور اولاد کے بدلے عمل صالح عطا فرمائے،
اس بات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی نظر ہمیشہ آخرت کی طرف رہتی تھی، دنیا کی ان فانی چیزوں کی طرف نہیں بھاگتی تھی۔

عقل معاد ومعاش

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو عقل معاد دی ہوئی تھی انکے بعد انکے ذریعہ سے صحابہ کرامؓ کو بھی عقل دی گئی، عقل دو قسم کی ہوتی ہے عقل معاد اور عقل معاش۔ عقل معاد وہ عقل ہے جو دنیا کی چیزوں میں آخرت کو سوچتی ہو اور عقل معاش وہ ہوتی ہے جو صرف دنیا کی فائدے سوچنے والی ہو، حضرت عمرؓ کو اس قدر فکر آخرت دامن گیر تھی کہ ایک دفعہ پانی مانگا تو کسی نے شربت پیش کیا وہ مشروب پیتے ہوئے رونے لگ گئے کسی نے پوچھا حضرت آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: مجھے قرآن کریم کی آیت یاد آگئی قیامت کے دن اللہ کچھ لوگوں کو کہہ دیں گے

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا (الاحقاف: ۲۰)

تم نے دنیا کی لذتیں دنیا ہی میں سمیٹ لی تھی وہ تمہیں مل گئی تھیں آج تمہارے لئے میرے پاس کچھ حصہ نہیں ہے۔

فرمایا: ایسا تو نہیں کہ آخرت کی لذتیں دنیا میں ہی مل رہی ہوں، یہی صحابہ کرام کی شان تھیں۔
میرے محترم دوستو! ہمیں چاہئے کہ اس فانی دنیا میں رہ کر آخرت کی پائیدار زندگی کیلئے تگ ودو کریں اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں حلال کمائیں حرام سے بچیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال آخرت کی طرف توبہ کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین

خطاب: الشیخ المقری ایاد احمد الشکری
ضبط وترتیب: محمد اسامہ سمیع

وصایا مفیدة لطلبة العلم

مورخہ ۲۱ جولائی کو بوقت عشاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں مؤذن الحرم النبوی شریف محترم جناب الشیخ المقری ایاد احمد الشکری حفظہ اللہ تشریف لائے اور جامعہ کو رونق بخشی، شیخ ایاد الشکری نے نماز عشاء کے بعد جامعہ کے طلباء اور گردونواح سے آئے ہوئے عوام الناس سے پرمغز اور علمی خطاب فرماتے ہوئے اپنے لمعوضات سے پورے مجمع کو مستفید فرمایا۔ ذیل میں جناب الشیخ ایاد الشکری صاحب مدظلہ کی وہ عربی تقریر مع اردو خلاصہ افادہ عامہ کی غرض سے پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

أول ما أبدأ به أنی أحبكم فی الله، وإنی مسرور والله بوجودی بینكم یا طلبة العلم! یاحملة الشریعة ! أهنئكم بما أنتم فیه من الشرف العظیم أنكم اختاركم الله عزوجل لتحملوا هذا الشرع؛ ولتحملوا كتاب الله أهنئكم وأهنأ أساتذتكم الذین یتلون تعلیمكم وتدریسكم،فهذا فضل عظیم أن یجد الإنسان بركة فی هذه الوجوه الطیبة المباركة معاشر الأحبة! أیها الطلاب! إنی أصیكم بوصایا عدیدة، ومن أجملها وأعمها وأشملها هو مایتعلق بحق الله عزوجل:

أن یكون قلبك مملوءً بمعرفة الله

أولًایجب علیك أخی الكریم أن تكون مع الله مستحضرالمعظمته وجلاله وكبریائه وشأنه العظیم، متأملا فی أسمائه وصفاته ،فلابد أن یمتلأ قلبك بمعرفة ربك، ولأذكّرك أخی الكریم‌إبأن العبد إذا مات انقطع عمله من كل شیءٍ، فیدخل فی قبره ثم یسأل عن ثلاثة أسئلة، لأسألكم سؤال، لودخلتم اختباراً، هل ستكون أسئلة الاختبار معلومة أم خفیة؟لایعرف الجواب، لایعرف العربیة ، لم تجیبونی . الآن سوال مرة أخرى ، إذا دخلتم اختبارا هل ستكون الأسئلة معلومة لكم أم خفیة ؟ أما أسئلة الآخرة فهی معلومة اسئلة الآخرة التی هی السعادة الأبدیة السرمدیة ، المقطوعة .أسئلتهامعلومة، ماهی أسئلة الآخرة؟ من یعرف؟ ماهی الأسئلة التی یسئل عنها الإنسان، الله اكبر ثلاثة أسئلة یسئل عن ربك، وعن دینك، وعن نبیك صلی الله علیه

وسلم، فانظر أخى الحبيب ،أين أنت من معرفة الله؟ تعظيم الله ، إجلال الله، محبتك لله، تعظيمك لله، إخلاصك لله، معرفتك لله بأسمائه وصفاته، التى نؤمن بأن لله مائة اسم الاّ واحد، من أحصاها دخل الجنة.نؤمن بأن الله تعالىٰ متصف بصفات الكمال والجمال المطلق وأن نؤمن جميعاً بأن الله عزوجل ليس كمثله شئ كما أخبرالله عزوجل، ونؤمن جميعاً بأنهٗ لم يكن له كفواً احد، هذه تكفى للعاقل، واللبيب يفهم تماما بأن الله متصف بصفات الكمال والجمال المطلق، وان ليس كمثله شئٌ.

أن تكون على المعرفة من حق دينك

لابد معاشر الأحبة! أن نعلم أيضاً حقّ دين الاسلام، وأن نتعلم ونتفقّه فى دين الاسلام، وخاصة أنتم ستكونون علماء، تعلّمون النّاس، ومن العيب أن يخرج من هذه الجامعة إنسان لايعرف اركان الاسلام ، ولايعرف اركان الايمان، ولايعرف مستلزمات هذه الاركان، سواء شهادةَ أن لااِله الا الله وأن محمداً رسول الله، هذه الشهادة العظيمة معاشر الأحبة! ومانتضمن من معانى الايمان بالله عزوجل، شهادة أن لااله الا الله بمعنى أنه لايوجد فى الكون إله يستحق العبادة الا الله سبحانه وتعالىٰ، وأن مبلغ الله هو محمد بن عبدالله صلى الله عليه وسلم، معاشر الأحبة! يجب علينا أن نعرف الصلوة، وما ذايترتب على الطهارة، وما ذا يترتب على الصلوة من الطهارة وشروطها واركانها ، و واجباتها و سننهافهذه اموراًساسية.ينبغى لطالب العلم أن يعرفها وأن يتقنها وأن يفهمها خاصة أنه يعلّم الناس وأن الناس يرون فيه القدوة والاسوة، فاذا لم تُقم سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم يشكون فى صدقك وفى أمانتك،كيف سيتلقّون عنك اصول الدين؟ وكيف سيتلقّون عنك واجباتهم؟معاشرالاحبة! ممايبنغى علينا أن نعرفه كماذكرتُ وما يتعلق بالصيام والزكوة وحج البيت، هذه الاركان لابد أن نعرفها، والذى يقيمها يسعد ويفلح و يفوزوينجح ويتميز، وقد اقسم عندماجاء ه الرسول صلى الله عليه وسلم الأعرابى قال:أفلح إن صدق، معاشر الاخوة الفضلاء الأجلاء! ياطلاب العلم! يجب علينا أن نعرف حق نبينا محمد صلى الله عليه وسلم، ماذا يجب علينا تجاه هذا النبى صلى الله عليه وسلم، الذى بذل نفسه وروحه وحياته من أجل أن يبلغنا هذا الدين ، عَرّضَ نفسه إلى كثيرمن الأذى ، آذتهم أهل مكة فى مكة ، آذوه أشد الاذىٰ. رمى بالحجارة فى حى الطائف آذاه زوجة أبى لهب، فوضعت له الشوكة فى الطريق آذاه أقاربه ولكنه صبر ليعلمنا أيها الاخوة ! ليعلم الدعاة أمثالكم، يعلمهم

رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبر في سبيل الله، الصبر في مجال الدعوة الى الله ولتتعلم منه صلى الله عليه وسلم الصبر والاجتهاد في التعلم حتى تتولىٰ بعد ذالك التعليم.

أن تكون ممن يقيم الليل

معاشر الاخوة! لاأريد أن أطيل عليكم ولكن عليك أن تعتني بنفسك، وبعبادتك أين أنت من قيام الليل؟ هل أنت ممن يقيم الليل؟ هل أنت ممن يحافظ على الرواتب بعدالصلوات؟ هل أنت ممن يحافظ على صلوة الضحى؟ هل أنت ممن يحافظ على اركان الصباح والمساء؟ هل أنت ممن يذكر الله كما أذّن ، لنسأل أنفسنا أين نحن من العناية بقلوبنا وتطهيرها من أمراض القلوب؟ سواء كان الحسد، سواء كان البغض، سواء كان كل خُلق رذيل، قدنبهنا عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم من النفاق والرياء وسوء الأخلاق لابد على طالب العلم أن يتصف بهذه الصفات الساميـةالتـى تسمـوا بروحه، لانريدحفاظاً، لانريدحُفّاظاً، لايفهمون، ولايعقلون، ولايفكرون، ولايتدبرون، لايفهمون، ولايعقلون،مايحفظون،نريدعلماء يحفظون، ويفهمون، ويعلمون ويتصحون وينشرون، وأن يكون مباركا كما كان عيسىٰ عليه السلام، وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (مريم :١٩)إذن ياإخوةالبركة فيك أن تعتني بقلبك وروحك ونفسك، وأن تُطهرها، وأن تجتهد في تنمية ذاتك وتعلقك بالله واخلاص معه سبحانه وتعالىٰ وأبشروابالخير،ماسلك إنسان طريقاً يلتمس فيه علماً اِلّا أيش؟ اِلاسهل الله له به طريقاً الى الجنة ولايمّر أحدكم على حجر ولاشجر الا ويسلّم عليك فهنياً لك هذا الشرف، وهنياً لك هذا الفضل،أريد أن أُنبه علىٰ أمورمهمة.

أن تقصدبالعلم وجه الله ورفع الجهل

آلا وهى إذا طلبت العلم أن يكون قصدك هو وجه الله أولاً وآخراً، وأن ترفع الجهل عن الناس، وان ترفع الجهل عن نفسك، وأن تنوى يطلب العلم أن ترفع الجهل عن نفسك،كيف ترفع الجهل عن نفسك؟ لاأعرف صلوة الكسوف، من يعرف صلوة الكسوف؟ فيكم من يعرف صفة صلوة الكسوف فيكم؟ الله أكبر، الله أكبر الله أكبرالحمدلله الحمدلله الحمدلله.والذى لايعرف صلوة الكسوف هو جاهل لايرى أمامه، فهوجاهل فلابأس أن يتعلم ، فاذا تعلم كشف الجهل عن نفسه هذا الذى أريد أن أرسله إليك، رفع الجهل عن نفسك أولا،تنوى بجلوسك فى مجلس العلم أن تتعلم شيئاينفعك لذاتك، ان ينفعك لذاتك، أن تعمل به إذا احتجت اليه، وأن

تنوی بطلب العلم وجلوسك فی مجلس العلم، أن ترفع الجهل عن أمة محمد صلی اللّٰه‌علیه وسلم، أن تنوی هذا فی قلبك وأن تجلس وتتحمل الحرب وتتحمل التعب والجلوس والمشقة والملل، كل ذلك تجاهد نفسك ،كماقال ابن عباس رضی اللّٰه عنه، قال: لاينال العلمَ مستكبرٌ ولا (ايش)ياشباب! لاينال العلم متكبر ولامستحی ،وقال رضی اللّٰه عنه، عند ماسئل كيف طلبت العلم؟ قال طلبت العلم بقلب عَقول ولسان سؤول وجسد غير ملول، أعيدواعلیّ هذه الكلمات، كيف طلب ابن عباس رضی اللّٰه العلم،بقلب عَقول ولسان سؤول(قولوا معی)بقلب عَقول ولسان سؤول وجسد غير ملول هكذا أعدها مرة أخری إذن بقلب عَقول: تعقل مايقول لك العلماء ومشايخك، وأساتذتك لسان سؤال إذا أردت ان تسأل عن مسألة لاتعرفها أولم تفهمها، وجسد يصبر ويتحمل وكم من علماء ماصاروا علماء الابصرهم ومجاداتهم ، وخلق لهم امام احمد وغيرهماكانوا يأتون قبل الدرس بساعات، بساعات،طوال ، يجلسون عند العلماء وأهل الحديث يعرفون أن أناسا من أهل الحديث كانوايذهبون إلی العالم فی نصف الليل ليس عنده وقت، يذهبون اليه فی نصف الليل، ليتعلموا منه، ويسمع الحديث لذلك ليكون هولاء قدوتنا واسوتنا اذن اولا رفع الجهل عن نفسك.

أن تنقل الدين محفوظا للأجيال القادمة

والأمر الثانی: هوأن تحفظ الدين حتی تنقله للأجيال الأخریٰ، تحفظ الدين، عندما تتعلم من هولاء العلماء الاجلاء الكبار، تأخذ عنهم العلم وتنوی أنك بهذاالعلم تحفظه،حتیّ تسلّمه لمن بعدك من الطلاب وهكذاينتقل العلم، لأن العلم يالخوة! لاينزع انتزاعاًوانما يقبض العلم بقبض العلماء، فاذامات العلماء ذهب علم العالم،يبقی طالبه المجتهد الذی لازمه والذی التزمه، فان هذاالعالم عندعلماء الحديث يعرفون أن الملازمة لشيخ تقدم روايته علی رواية غيره، لاأطيل عليكم وفی قلبی معان كثيرة وأمورعديدة ، ولكن خيرالكلام ماقلَّ ودلَّ، أسأل اللّٰه أن يبارك فی هذہ الكلمات وان ينفعكم بها وأن يزيدكم حفظا وتوفيقا وسدادا وعلماً و عملاً وأن تكونوا منابرخير فی بلادنا لا أقصد باللسان بل فی العلم السلام بأجمع أن تكونوا إن شاء اللّٰه منابر نورٍوهدی ورشاد وبركة أنتم ومن سبقكم ومن يأتی بعدكم من هذہ الجامعه المباركة جزی اللّٰه المشايخ الكرام الذين قاموا‌علی تاسيسهم‌ولوالذين اعتنوانسأل اللّٰه أن يرحم من مات منهم ويبارك من بقی منهم وأن يجزيهم خيرالجزاء ، اللّٰهم إنانسألك أن تبارك فی هذه الوجوه،

وأن تبارك فی طلاب هذه الجامعة وان تحفظهم بحفظك يارب العالمين،اللهم من أراد هذه الجامعة بسوء،فاجعل كيدهم فی بلادهم.

اللّٰهم بارك فی هذه الوجوه الصالحة الطيبة النيرة اللّٰهم زدهم علماوعملاً وتوفيقا وسداداً اللّٰهم احفظناحفظك اللّٰهم انصرالاسلام والمسلمين، اللّٰهم انصرباكستان ،واحفظ باكستان وانزل عليهم الامن والامان، والتطوروالعمران يارب العالمين، فی جميع شؤونها اللّٰهم يااللّٰه انك علی كل شيء قدير ،اجعل باكستان ، حصينةً للاسلام والمسلمين كماكانت ومازال ولن تزال انشاء اللّٰه شعباوحكومةً قائمة بماتحب، يااللّٰه وترضیٰ وفّق اللّٰه الجميع، وفّق هذه الجامعة وفّق مشايخها وعلمائها، وبارك اللّٰه لهم وعليهم، بارك اللّٰه فی علماء هذه الجامعة فی اموالهم واولادهم اعمالهم وليجزيهم خيرالجزاء علی مايقدرون لهذه الجامعة وللاسلام والمسلمين من اِخلاص وصدق اجتهاد فی تعليم ابناء المسلمين وفقكم اللّٰه وبارك فيكم ونفع بكم .

والسلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته

شیخ ایاد الشکری کی تقریر کا اردو خلاصہ

عزیز طلباء! آپ لوگ اور آپ کے اساتذہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کوعلم دین سیکھنے کیلئے چنا ہے۔آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور بڑائی کا استحضار رکھیں اور اپنے دلوں کو اللہ کی معرفت اور ذکر سے بھردیں کیونکہ مرنے کے بعد انسان سے تین سوالات ہوں گے،آپ کا رب کون ہے؟ دین کون سا ہے؟ آپ کا پیغمبر کون ہے؟ پس اللہ کی معرفت ،عظمت ، جلال ،محبت کو اپنے دل میں جگہ دیں۔اسی طرح آپ پر لازم ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ پر دینِ اسلام کا کیا حق ہے؟ اور دین کو سیکھنا اور تفقہ حاصل کرنا ہے،اسی طرح آپ میں سے ہرایک کو چاہیے کہ رات کو اٹھ کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوں اور تہجد کا اہتمام بھی کریں ،اپنے آپ کو باطنی اور روحانی بیماریوں سے دور رکھیں اور علم کے حصول کا مقصد صرف اور صرف رضائے الٰہی مقصود ہو۔

اللہ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں خصوصاً پاکستان کی حفاظت اور اس میں امن و امان قائم فرمائے ،اللہ تعالیٰ اس جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو تادیر قائم و دائم رکھے اور اس کے طلبہ کے علم وعمل میں برکت ڈالے ، جامعہ حقانیہ اور اس کے منتظمین کی حفاظت فرمائے اور اشرار الناس کے شر سے اس کو محفوظ رکھے ۔امین

خطاب: مولانا محمد اجمل قادری
ضبط وترتیب: ابوغدہ اسامہ سمیع

جامعہ دارالعلوم حقانیہ
ایک مشن، ایک تحریک اور ایک نظریہ

بروز جمعہ بتاریخ ۴ اگست ۲۰۱۷ کو جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ پوتا حضرت لاہوریؒ حضرت مولانا محمد اجمل قادری صاحب سرپرست جمیعت علماء اسلام پاکستان، جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ نماز جمعہ بھی پڑھایا اور طلبہ کی ایک نشست سے خطاب فرما کر اپنے علمی واصلاحی نکات سے مستفید فرمایا۔ ذیل میں افادہ عام کی خاطر حضرت کی وہ تقریر پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

میرے محترم اساتذہ کرام اورعزیز بھائیو! آج میرے لئے یہ دن ایک تاریخی دن ہے اورمیری خوش قسمتی ہے کہ آج میں ان بزرگ ہستیوں، شیوخ عظام، طلباء کرام اور خصوصاً شیخ الحدیث بانی دارالعلوم حقانیہ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے جانشین حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا،

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا اکوڑہ خٹک سے رشتہ

امام الاولیاء حضرت امام لاہوری رحمہ اللہ اور اکوڑہ خٹک کا آپس میں رشتہ بہت گہرا ہے، حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا تعلق اکوڑہ خٹک سے اور اکوڑہ خٹک کا تعلق شیرانوالہ سے ہے، بہت پہلے حضرت شیخ الحدیث بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی قیادت میں دارالعلوم دیوبند گئے، حضرت پیرانہ سالی کی وجہ سے بہت مشکل سے چل پاتے، لیکن دارالعلوم دیوبند کی ایک ایک اینٹ کا تقدس اور احترام حضرت شیخ الحدیث عبدالحق رحمہ اللہ کے انداز سے جھلکتی تھی، دیوبند شریف وہ درسگاہ ہے جہاں حضرت بانی دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ بہت عرصہ تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، اسی دارالعلوم دیوبند میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے جانشین اور صاحبزادے ہفت روزہ ''خدام الدین'' کے مدیر، امیر جمعیت علماء اسلام حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور صاحب رحمہ اللہ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق

رحمہ اللہ سے شرف تلمذ نصیب ہوئی تھی، تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان بن گیا اور جب کبھی حضرت اقدس مولانا عبدالحق رحمہ اللہ لاہور سے گزر بھی جاتے تو حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب رحمہ اللہ ہر راستے کو اس کے احترام سے مزین کرتے، جہاں سے اس کے شیخ گزرتے تھے اور حضرت کی کوششوں سے حضرت شیخ الحدیث کی مرضی کا ہر وہ کھانا، ہر وہ نعمت دسترخوان پر چنتے جو لاہور میں میسر ہوتا تھا۔ ہمارے حضرت لاہوری " کا اسی طرح والد گرامی کا مولانا شیخ عبدالحق رحمہ اللہ سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا پاکستان میں دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ کے قیام میں دلچسپی

صاحبو! آج حقانیہ کا وہ ابتدائی زمانہ جب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اس مدرسہ کی بنیادی انتظام اور بنیادی افتتاح فرمارہے تھے، تو اس مشورے میں جو ہستی سب سے زیادہ متوجہ تھی، حضرت شیخ التفسیر امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی ذات تھی، جن کا یہ عقیدہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند کی برکات اب اہل پاکستان پر منطبق ہوگی، اب پاکستان کیلئے نئے دیوبند کی ضرورت ہے، اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے اس کیلئے دعا فرماتے اور بحمداللہ نوشہرہ کے غیور لوگ جمع ہوئے اور نوشہرہ سے حضرت تشریف لائے اور بحمداللہ دارالعلوم حقانیہ کی ایسی شاندار بنیاد رکھی گئی کہ آج پوری دنیا اسلام سے زیادہ حقانی نیٹ ورک کے خلاف ہے، بہر حال میری معروضات کا لب لباب اور مقصد یہ ہے کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ایک مدرسہ نہیں ایک نکتہ نظریہ کی بنیاد ہے اور یہاں سے جو نظریہ پھیلایا جارہا ہے، اس نظریہ کو دروازۂ لاہور کی پوری پوری نسبت حاصل تھی۔ میں عرض کرنا چاہتا ہو کہ آج حضرت اقدس مولانا سمیع الحق کی زیارت کوئی چھوٹا انعام نہیں، حضرت اقدس مولانا سمیع الحق کی زیارت ایمان کی تکمیل پر گزر رہا ہے، تقدس، تقویٰ، طہارت اپنی جگہ جس کی امین ہمارے حضرت دیر بابا جی (مولانا عبدالحلیم دیروی، مدرس حقانیہ) ہیں، لیکن وہ نظریاتی استحکام و نظریاتی محبت اور نظریات کے اندر پورے رسوخ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پوری جانشینی اس دور میں اگر کسی کو نصیب ہے، وہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ ایک نظریہ کا نام

میرے محترم دوستو! ایک زمانے میں امریکہ کے صدر نے جس زمانہ میں ابھی طالبان کا وجود بھی نہ تھا، اس وقت افغانستان کے مجاہدین کی سات جماعتیں تھیں، وہ سات کی سات جماعتیں امریکہ گئیں، اس وقت میں بھی ایک سفر میں امریکہ میں موجود تھا، وہاں امریکی صدر کے اور وائٹ ہاؤس کے لوگ اگر کسی پاکستان کی نظریاتی جگہ کو جانتے تھے تو وہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تھی، اس کے نام سے وہ کانپتے تھے اور اگر اس کی کسی شخصیت سے متعارف تھے تو وہ حضرت اقدس قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب تھے، وہاں نیک

معروضات یہ ہے کہ حقانیہ میں پڑھنا صرف علم دین کا پڑھنا نہیں بلکہ ایک نظریہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصیب فرمائی ہے اور نظریہ اصل چیز ہے، آج اس زیر تعمیر جامع مسجد کے خوبصورت بیسمنٹ میں آپ سب سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے اور مجھے پورا اطمینان ہے کہ یہ تینوں کی تینوں منزلیں تعمیر ہو جائیں گی، اس کے بعد طلباء کی تعداد کو بھی اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ بڑھا ئیں گے اور اس جگہ کا فیضان صبح قیامت تک جاری رہے گا، ہمارے حضرت نے ہمیں جو نعمت دی ہے، سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ عشق عطا فرمائی ہے، حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! ہر کسی کی کوئی نہ کوئی محبوب شخصیت ہوتی ہے، آپ کا محبوب کون ہے؟ آپ کا معشوق کون ہے؟ تو حضرت اقدس مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے فرمایا میرے معشوق کا نام نعمان بن ثابت (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) ہے فرمایا کہ تم یہ ثابت کردو کہ یہ قول امام صاحب کا ہے تو میں قرآن وسنت سے دلائل کا انبار نہ لگا دوں تو شبیر احمد میرا نام نہیں۔ تو یہ تھی اپنے اکابر سے محبت اور شغف، اس لئے ہم کو چاہیے کہ اپنے علماء دیوبند کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے مذہب، مسلک اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تائید تحقیقی دلائل سے پیش کریں جیسا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے انداز درس میں یہ بات واضح طور پر نظر آتی تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر و اسلاف سے محبت اور عشق نصیب فرمائے۔ آمین

موتمر المصنفین کی طرف سے ایک عظیم علمی و تحقیقی سوغات

اسلام کا نظام اکل و شرب و فلسفہ حلال و حرام

جدید ایڈیشن چھپ کر آ گیا ہے

(افادات)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

امام ترمذی کی جامع السنن یعنی ترمذی شریف کے ابواب الاطعمۃ والاشربۃ کی نہایت موثر، دلنشین شرح، جدید عصری معلومات کی روشنی میں اسلام کے نظام اکل و شرب کے منفرد خصوصیات اور اسلام کے فلسفہ حلال و حرام پر اچھوتے انداز میں بحث۔

ضبط و ترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

ضخامت: ۴۵۰ صفحات

ناشر : جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

موجودہ دور میں مسلم دانشوروں کی ذمہ داری

مغربی سامراج کے عہد میں مغرب سے ثقافتی اور فکری سطح پر تاثر کے نتیجے میں بعض مسلم اہل قلم نے مشرق کے سلسلے میں ناقدانہ موقف اختیار کیا اور مغرب کے سلسلے میں کامل تقلید کا، انہوں نے ہر مغربی فکر کو سراہا اور ہر مشرقی چیز کی مذمت کی، ادیبوں، ناول نگاروں، قصہ نویسوں اور افسانہ نگاروں نے اپنے معاشرے کی نہایت گھناؤنی شکل پیش کی، سوسائٹی میں جتنی بھی برائیاں تھیں انہیں ایک ایک کر کے چن لیا اور اسے اپنی ادبی تحقیقات میں نہایت وسیع پیمانہ پر اور خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا، مشرقی معاشرے کی یہ تصویر اتنی تاریک تھی کہ خود مشرقی ذہنوں میں اس سے نفرت پیدا ہوئی، اہل قلم نے اپنے اس رویہ کی یہ تاویل پیش کی کہ اس طرح مشرقی معاشرے کی برائیوں اور کمزوریوں کو نمایاں کر کے اور دوسرے معاشرے کے محاسن اور خوبیوں کے پہلوؤں کو اجاگر کر کے مشرقی معاشرے کی برائیوں اور کمزوریوں کی اصلاح اور علاج ہو سکے گا، اس لیے کہ انسان کو جب اس کی شخصیت کو داغدار کرنے والی چیزوں اور دوسروں کی عزت و وقار کو چار چاند لگانے والی چیزوں کا علم ہوتا ہے تو وہ دوسروں کی خوبیوں کو اختیار کر کے اپنے اخلاق و سلوک اور موقف میں بہتری لانے کی زیادہ قدرت رکھتا ہے۔

ممکن ہے کہ یہ تاویل بعض ادیبوں کے حق میں صحیح اور درست ہو اور بعض اہل قلم کے اخلاص و دیانت پر شک بھی نہیں کیا جا سکتا ہے، مگر محض کسی کے برے پہلوؤں کو پیش کرنے سے دو طرح کے رد عمل ظاہر ہوتے ہیں: ایک تو غضب و غصہ، دوسرا احساس کمتری اور مایوسی۔ مشرقی معاشرہ جذبات و تاثر کی ان دونوں قسموں سے گزر رہا ہے، البتہ احساس کمتری کی راہ پر لے جانے والا رد عمل ماضی میں کچھ زیادہ اثر انداز رہا ہے، مشرقی ادیبوں اور قلم کاروں کی اس طرح کی تحریروں سے مغرب نے مشرقی قوموں کے دلوں پر اپنی عظمت و برتری کا سکہ بٹھانے اور اپنے طرز زندگی کو ان پر مسلط کرنے کے سلسلے میں کافی فائدہ اٹھایا ہے، اگرچہ یہ الزام عائد کرنا بھی انصاف کی بات نہیں کہ اس عہد کے تمام شعراء، دانشور اور اہل قلم مشرق بیزار اور مغرب پر فریفتہ تھے اور اپنے وطن، قوم اور معاشرہ کے لیے مخلص نہ تھے، لیکن یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ ان کی اکثریت نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ مرعوبیت کا موقف تھا اور ان کا یہ موقف غیر فطری عمل نہ تھا، بلکہ تہذیب و تمدن کے عروج و زوال اور فکر و نظر کے تصادم کی تاریخ کے ابتدائی مرحلے کا

قدرتی نتیجہ تھا، آج جو شخص بھی مغرب کے کسی ملک کا دورہ کرتا ہے اسے وہاں بعض خوبیوں کے ساتھ ساتھ برائیاں بھی نظر آتی ہیں اور خوبیوں میں زوال بھی نظر آتا ہے، حتیٰ کہ صفائی وستھرائی، امانت داری و دیانت داری اور امن و امان جیسے امور بھی مغربی زندگی کی اب خصوصیت نہ رہے بلکہ دن بدن ان تمام میدانوں میں حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں اور روز بروز پرانے پیمانے ٹوٹتے نظر آرہے ہیں اور قدیم سکے کھوٹے ثابت ہو رہے ہیں، غریبی وجہالت، فقر و بے روزگاری، تشدد و بنیاد پرستی، دینی عصبیت، مذہبی منافرت، فرقہ وارانہ فسادات صرف مشرقی زندگی کے خصائص یا مسائل نہ رہے، بلکہ ان مسائل اور مشکلات نے پورے یورپی معاشرہ کو اپنی زد میں لے رکھا ہے اور مشرقی یورپ میں تو اسے سکہ رائج الوقت کی حیثیت حاصل ہے۔

اس ضمن میں کچھ ایسی خرابیاں اور بیماریاں بھی ہیں جن میں یورپ کو قیادت عظمیٰ کا شرف حاصل رہا ہے، مثلاً انسانی ناموس کی پامالی، انسانوں کی زبوں حالی، نسل امتیاز، طبقاتی ناہمواری، انسانی حقوق سے انحراف، زبان و کلچر وتہذیب وثقافت اور فکر وخیال میں سخت گیر رویہ، حقائق کا الٹ پھیر اور موقع پرستی و نفع اندوزی کی خاطر حادثات کی مصنوعی صورت حال پیدا کرنا، نیز مقاصد اور اغراض کے حصول کے لیے ناجائز وسائل و ذرائع کا استعمال وغیرہ، رہ گئیں اخلاقی برائیاں اور خرابیاں تو یورپ اس میدان میں پہلے سے ہی پسماندہ تھا، اس نے پہلا وار اخلاق ہی پر کیا، اسے عقلیت پسندی اور حقیقت پسندی کا بڑا دعویٰ تھا، عقلیت پسندی آج یورپ والوں کے لیے وبال جان بن چکی ہے، کبھی تو اس سے عاجز آکر لامعقولیت کا چولہ پہن لیتے ہیں اور یہ طریقہ بھی زندگی میں ایک مذہب و مسلک کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، چنانچہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور عقلاء اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ لامعقولیت اور لاابالی پن میں گزارنے لگے ہیں۔

یورپ کی وہ اجتماعی وانفرادی زندگی جس میں مغرب کا انسان اقدار روایات، معقولیت واخلاقیت سے بالکل کٹ چکا ہے، یورپ کے سیاسی رجحانات اور میلانات کا جس نے بھی مطالعہ کیا ہے، وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ یورپ اس وقت لامعقولیت کی طرف بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے، یورپ کی سیاست کی بنیادیں، تحفظ مصالح اور مفادات کے تصورات پر استوار ہوتی تھیں لیکن مغرب کی موجودہ سیاست ان بنیادوں پر بھی الگ ہو چکی ہے، اب وہ انتشار و بدنظمی، لاقانونیت و انارکی کا شکار ہے، یورپ کی بیشتر حکومتیں گومگو اور شک وتردد، قوت ارادی کی کمزوری، غیر یقینی صورت حال کی کیفیت سے دوچار ہیں، کسی کی تابعداری میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی یہ کوئی ناقابل معافی جرم ہے، لیکن سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی نہایت کمزور شخص کی تابعداری کرے، اقوام متحدہ آج کل ان کمزوروں کے تابع ہیں جو قرار

دادوں اور تجاویز کے پاس کرانے یا پیش کرنے یا نشان راہ معلوم کرنے، یا ان حقائق کو سامنے لانے کی بھی طاقت نہیں رکھتے، چنانچہ آج اقوام متحدہ کی حالت ایک مجلس یا ادبی کلب یا اسٹیج سے بھی بدتر ہے۔

دنیا میں رونما ہونے والے حوادث پر جس کی نظر ہے خصوصاً بوسنیا، ہرزے گووینا، صومالیہ، سوویت یونین کی سابق جمہوریاؤں، یوگوسلاویہ اور دیگر جگہوں پر جہاں خونریز تصادم، المناک حوادث اور سخت حالات درپیش آئے اور انسانی خون کی نہریں رواں ہوئیں، مسائل و حالات دن بدن مشکل ہوتے گئے، ان تمام حالات پر جس کی نظر ہے وہ اپنے اس احساس کو بھی نہیں چھپا سکتا کہ دنیا کسی ایسی طاقت کے نہ ہونے کی وجہ سے جو توازن کو برقرار رکھتی، بڑی تیزی سے انارکی، بدنظمی کی طرف بڑھ رہی ہے، آج دنیا میں کوئی طاقتور ہے نہ کوئی بڑا، امریکہ کا گمان ہے کہ وہ آقائے عالم ہے، دنیا کا ایک وہی سپر پاور ہے اور یہ کہ دنیا کا نیا عالمی نظام صرف وہی قائم کرسکتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کی عالمی بالادستی اور بین الاقوامی کنٹرول وجود میں آنے سے پیشتر ہی زمیں بوس ہوگئی اور پوری دنیا کو یہ معلوم ہوگیا کہ امریکہ اپنے تین چار فوجیوں کا بھی خسارہ برداشت نہیں کرسکتا اور نہ ہی وہ کسی علاقائی جنگ کے اخراجات یا اس کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی اہلیت رکھتا ہے اور نہ ہی وہ اپنی بالادستی کو کسی پر نافذ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، پاکستانی ایٹمی سائنسدان عبدالقدیر خان نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا اور سچ کہا تھا کہ امریکہ کا صرف ایک رعب ہے جو میڈیا کے ذریعہ مشرقی ملکوں کے حکمرانوں کے دلوں پر طاری کر دیا گیا ہے ورنہ اس کے سارے دعوے کھوکھلے ہیں، وہ جو کچھ کامیابی حاصل کرتا ہے دوسروں کی طاقت استعمال کر کے، دوسروں کی زمین استعمال کر کے اور باغیوں کی مدد کر کے، دوسروں سے پیسہ وصول کر کے اور دوسروں سے جانوں کی قربانی دلوا کر اور جہاں اس کو یہ سہولتیں نہیں ملتیں، وہاں وہ صرف ہارا ہے، ہارا ہے، ہارا ہے، ویتنام، کوریا اور ایران اس کی مثال ہے جبکہ دوسری حکومتیں تو اور بھی بے حیثیت و بے دست و پا ہیں، وہ کسی طرح کے نقل وحرکت کی تمام تر توانائیوں سے محروم ہو چکی ہیں۔

ان تمام ترقی یافتہ ملکوں کا سیاسی کھوکھلا پن اس طرح طشت ازبام ہو چکا ہے جس طرح ان کا اخلاقی دیوالیہ پن دنیا کے سامنے آچکا ہے اور کچھ عجب نہیں کہ ان حکومتوں کے اندر یہ ضعف و ناتوانی بھی جلد سرایت کر جائے کیونکہ وہ شباب کے مرحلے سے گزر کر پیری کے حدود میں قدم رکھ چکی ہیں، آج اقوام متحدہ کی باگ ڈور انہیں ماضی کی بڑی طاقتوں کے ہاتھ میں ہے، جو اس بات کی منتظر ہیں کہ اولوالعزم اور صاحب بصیرت افراد ہمت کر کے ان کے اس کھوکھلے پن کو ظاہر کر دیں اور عالمی قیادت میں تبدیلی لائیں، جب تک زمانہ کی قیادت معذوروں کے ہاتھ سے دست و بازو رکھنے والے اور چشم بینا کے مالک افراد کے ہاتھ میں نہیں آجاتی، دنیا کا توازن درست نہ ہوگا۔

پروفیسر عبدالعظیم جانباز، سیالکوٹ

حج
اتحادِ اُمت کا سالانہ عالمی اِجتماع

حج یا عمرے کے سفر میں انسان اپنے رب کے دربار میں جارہا ہوتا ہے، اپنے رب کریم کے حکم کے آگے محبت سے سر جھکا دینے کا نام حج ہے، اس کی لذت وہی جانتے ہیں جو محبت کرنا جانتے ہوں، اب سے چار ہزار سال قبل سیدنا ابراہیمؑ نے اپنے رب کے حکم کے آگے سر جھکاتے ہوئے ایسا ہی ایک سفر کیا تھا، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی بیوی ہاجرہ علیہا السلام اور ننھے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اس وادی غیر ذی زرع میں آباد کیا تھا، اسی سر جھکانے کی یاد اب دنیا بھر سے لاکھوں افراد آ کر تازہ کرتے ہیں۔

حج کی حکمت وفلسفہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حج کا اعلان عام کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ (الحج: ۲۷-۲۸)

”اور لوگوں کو حج کے لیے اذنِ عام دے دو کہ وہ تمھارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں، تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں“۔

اب سوال یہ ہے کہ حج میں کیا فائدے رکھے گئے ہیں؟ حج سے حاصل ہونے والے چند اہم فوائد کچھ یوں ہیں:

توحید کا سبق

سب سے پہلے ہمیں حج میں توحید کا سبق ملتا ہے، حج شروع سے اخیر تک کلمہ توحید کے ارد گرد گھومتا ہے، اس سفر کا ترانہ لبیک ہے:

لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

اس ترانے کو ایک حاجی پکارتا ہے اور اس کے مفہوم کو اپنے ذہن میں بٹھائے ہوئے یہ اعلان کرتا ہے کہ اے اللہ! میں حاضر ہوں، اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک ہر قسم کی تعریف، اور ہر قسم کی نعمت اور ہر قسم کی بادشاہی تیرے ہی لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تیرے علاوہ ہم کسی کو نہیں پکارتے، تیرے علاوہ ہم کسی پر اعتماد نہیں کرتے، تیرے علاوہ ہم کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہیں سمجھتے۔

یہ وہ تلبیہ ہے جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے، ورنہ مشرکین بھی حج کرتے اور تلبیہ پکارتے تھے، ان کا تلبیہ کچھ یوں تھا:

لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ

''اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، سوائے اس شریک کے جس کا تو مالک ہے وہ مالک نہیں''۔

یعنی وہ بھی اللہ کو خالق و مالک اور کائنات پر حکمرانی کرنے والا مانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ شرکاء بھی پورا اختیار نہیں رکھتے، لیکن وہ اللہ کے قریبی ہیں، اللہ ان سے راضی ہے، ہم گنہگار ہیں، اس لیے ان کی کچھ عبادتیں کر لینے سے قیامت کے دن ہمیں ان کی سفارش نصیب ہو جائے گی، لیکن اللہ نے ان کے اس عقیدے کو بیان کیا:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر:۳)

''جو اللہ کے علاوہ دوسرے اولیاء بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے زیادہ قریب کر دیں''۔

دوسری جگہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس:۱۸)

''یہ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں''۔

اس لیے ایک حاجی جب لا شریک لک کہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس لفظ کو اچھی طرح سمجھ لے، پھر جب ایک حاجی بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو وہاں اس کے سامنے اللہ کا یہ فرمان ہوتا ہے کہ:

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (الحج:۲۸)

"اور چاہیے کہ اس قدیم گھر کا طواف کریں"۔

اسی طرح رکن یمانی کے استلام کرنے اور حجر اسود کو بوسہ دینے میں بھی متابعت کا جذبہ پایا جاتا ہے، تب ہی تو عمر فاروقؓ نے کہا تھا:

إِنِّيْ أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ

(البخاری:۱۵۹۷)

"میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ لیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا"۔

پھر صفا ومروہ کی سعی، طواف کی دو رکعت نماز، یوم عرفہ کی دعا اور یوم النحر کی قربانی سب کی سب توحید کا سبق دیتے ہیں۔

جذبہ عبدیت کی آبیاری

حج میں جذبہ بندگی کی آبیاری ہوتی ہے، ایک حاجی اللہ کے لیے اپنا گھر بار چھوڑتا ہے، سفر کی مشقتیں برداشت کرتا ہے، اس سفر میں زیادہ تر ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے، احرام کی چادریں پہنتا ہے تو وہ موت کو یاد کرتا ہے، کفن کو یاد کرتا ہے، اب اسے احساس ہوتا ہے کہ ایک ایسے ہی مجھے مرنا ہے، مجھے لوگ نہلائیں گے، کفن پہنائیں گے اور قبر کی گود میں سلا دیں گے، غرض یہ کہ اس کا ایک ایک لمحہ اللہ کی یاد میں بسر ہوتا ہے، اس طرح اس کا باطن بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

مکارمِ اخلاق کی تربیت

حج میں اچھے اخلاق پر ایک حاجی کی تربیت ہوتی ہے، وہ صبر وتحمل سیکھتا ہے، بردباری سیکھتا ہے، اس کے اندر سخاوت پیدا ہوتی ہے، عفت پیدا ہوتا ہے، معاف کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اللہ پاک نے فرمایا:

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (البقرة:۱۹۷)

"جو شخص ان مقرر مہینوں میں حج کی نیت کرے، اسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بدعملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو"۔

یہ وہ موسم ہے جس میں انسان مکارمِ اخلاق پر تربیت حاصل کرتا ہے۔

تاریخی اور روح پرور ماحول کا مشاہدہ

حاجی سرزمین حجاز میں پہنچ کر وہاں کے تاریخی اور روحانی ماحول کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ اسی سرزمین پر ہزاروں سال پہلے ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو بسایا تھا، پھر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اور حج کا اعلانِ عام کیا تھا، وہ دیکھتا ہے کہ اللہ کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ سے دعوت کا آغاز کیا تھا اور یہیں پر ایمان والوں نے بے مثال قربانیاں پیش کی تھیں، اس طرح اس کے دل میں اس سرزمین کے چپے چپے سے محبت گھر کر جاتی ہے۔

گناہوں سے صفائی اور جرائم کا خاتمہ

حج کا فائدہ بندے کو ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

اتحادِ امت کا بے مثال مظاہرہ

حج میں اتحاد اور مساوات کا بے مثال مظاہرہ ہوتا ہے، حج میں مختلف ممالک سے مسلمان آتے ہیں، کوئی کالا تو کوئی گورا ہے، کوئی امیر ہے تو کوئی غریب ہے، کوئی جاہ ومنصب کا مالک ہے تو کوئی اس سے محروم، لیکن حج کے دوران سارے امتیازات مٹ جاتے ہیں، سب کے بدن پر ایک ہی لباس ہوتا ہے، سب کی زبانوں پر ایک ہی پکار ہوتی ہے، سب ایک ہی امام کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں، جہاں بھی جانا ہوتا ہے سب ایک ساتھ جاتے ہیں، جہاں ٹھہرنا ہوتا ہے سب ایک ساتھ ٹھہرتے ہیں، اس طرح حج کے اندر پوری دنیا کے مسلمان خود کو ایک خاندان کے افراد محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح حج کی حیثیت سالانہ عالمی اجتماع کی ہے، اس میں دنیا کے کونے کونے سے مسلمان شریک ہوتے ہیں، ایک حاجی کو دوسرے ملک کے حاجیوں سے ملاقات کرنے کا موقع ملتا ہے، اس طرح انھیں یہاں تربیت ملتی ہے کہ اپنی زندگی اجتماعیت کے ساتھ گزارنی ہے۔

مولانا سعید الحق جدون*

امام بخاریؒ کے تدریسی منہج کے اصول

امام بخاریؒ امت کے ان عظیم محسنوں میں سے ہیں جن کی محنت کے پھل سے آج بھی امت مسلمہ فائدہ اٹھارہی ہے۔ ان کا پورا نام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی بخاری، کنیت ابوعبداللہ اور لقب بخاری ہے۔ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو بخارا میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں فوت ہوئے۔

امام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ دیا تھا۔ علم میں ملکہ تامہ عطا فرمایا تھا۔ مطالعہ ان کے دل و دماغ کی غذا تھی۔ درس و تدریس ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی، علمی مشاغل ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، پوری عمر حدیث پڑھی اور پڑھائی، حدیث لکھی اور دوسروں کو لکھوائی۔ احادیث میں انتہائی مہارت کی وجہ سے اس فن کے امام جانے جاتے ہیں۔ جو ہستی احادیث کی تدریس میں امامت کے بلند رتبے پر فائز ہو، عظیم محدث ،بلند پایہ مربی واتالیق اور منجھے ہوئے استاد بلکہ استاد الاساتذہ ہو،ان کی تدریسی تجربات تعلیمی میدان میں ایسی حیثیت رکھتی ہیں جیسے ادب میں ضرب الامثال، گویا امام بخاریؒ جیسے مثالی استاد کے تدریسی اصول و قواعد تعلیمی میدان میں معلمین اور متعلمین کے لئے قابل تقلید نمونے ہیں۔

اس لئے اس وقت کا تقاضا ہے کہ ہم امام بخاریؒ جیسے مثالی استاد کے تدریسی منہج اوراصول کے بارے میں تحقیق کریں، تاکہ دینی وعصری تعلیمی اداروں کے معلمین امام بخاریؒ کے تدریسی منہج اوراصول وقواعد سے باخبر ہوجائیں اوران اصولوں سے فائدہ اٹھا کر اپنے تدریسی اسلوب کو بہتر بنا کر طلبہ کو موثر انداز میں تدریس کریں۔ اس آرٹیکل کا طلبہ کو یہ فائدہ ہوگا کہ وہ جان لیں گے کہ ہم استاد کی تدریس سے کس طرح بہتر انداز میں مستفید ہوسکیں گے۔ معلمین، متعلمین اورعوام الناس اس مقالے سے یہ استفادہ کرسکتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح پڑھاتے تھے، جو ہستی معلم انسانیت ہو، اس کے بتائے ہوئے طریقے، ان کے تدریسی اصول اور منہج سے زیادہ سہل ،مفید اورموثر اسلوب کہاں ملے گا؟ اس لئے اس مقالے میں امام بخاریؒ کی شہرہ آفاق کتاب ''صحیح بخاری'' میں ''کتاب العلم'' سے ان کے تدریسی منہج کے اصول وقواعد پیش کئے جاتے ہیں۔

---

* فاضل دارالعلوم حقانیہ ،مدرس جامعہ رحمۃ للعالمین منگل چائی ٹوپی صوابی

درس سے پہلے طلباء کے علمی شوق کو ابھارنا

امام بخاریؒ کی تعلیمی نظریات کے مطابق معلم سب سے پہلے شاگردوں کو سبق کی طرف راغب کرے گا۔ ان کے علمی شوق کو مختلف فضائل اور سابقہ علمی واقفیت سے ابھارے گا، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے باب باندھا ہے۔ باب فضل العلم [۱] اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ معلمین اور متعلمین علم کی فضیلت واہمیت کو دیکھ کر ان میں علمی شوق اور جذبات پیدا ہوجائے۔

درس کے درمیان سوال نہ پوچھنا

معلم سے درس کے دوران اگر شاگرد کوئی سوال پوچھے تو معلم اپنے درس کو پورا کرلے اور بعد میں جواب دے درس کے درمیان پوچھنا آداب گفتگو کے خلاف ہے' شاگرد کو اس دوران نہیں پوچھنا چاہیے اگر کسی شاگرد نے غلطی سے پوچھ لیا تو استاد کا درس کے درمیان جواب نہ دینا قابل ملامت بات نہ ہوگی۔

امام بخاریؒ نے اس قاعدے کے اثبات کیلئے حدیثِ اعرابی کو بطور استدلال پیش کیا ہے۔ اعرابی نے بیان کے درمیان آپؐ سے سوال کیا آپؐ نے بیان ختم ہونے کے بعد سائل کے سوال کا جواب دیا۔

یہاں یہ قید ملحوظ رکھی جائے کہ سوال اہم ضروری اور پوری نوعیت کا نہ ہو، اگر ایسا ہو تو فوراً سوال کرنے کی گنجائش ہے اور معلم کو فوری طور پر جواب دینا چاہیے۔ [۲] جیسا کہ رسولؐ سے خطبے کے دوران ایک دیہاتی نے سوالات کئے۔ آپؐ خطبہ دینے والی کرسی سے نیچے اترے اس دیہاتی کو جوابات دیئے اور خطبہ مکمل کیا۔ [۳]

سائل کو نہ جھڑکنا

مذکورہ حدیث اعرابی اور ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ استاد کو یہ ادب سکھلا رہا ہے کہ اگر اشتغال کے وقت اس سے سوال کیا جائے تو سائل کو زجر کرنے اور جھڑکنے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنا کام پورا کرے، اس کے بعد سائل کا جواب دیں، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے: [۵]

طلباء کے استفسار پر ناراض نہ ہونا:

حدیثِ اعرابی میں سائل اضاعتِ امانت کا مطلب نہ سمجھ سکا، اس نے کہا کیف اضاعتھا؟ [۶] اس سے معلوم ہوا کہ اگر متعلم کی سمجھ میں بات نہ آئے تو وہ استفسار کرسکتا ہے اور اس کے استفسار پر معلم کو ناراض نہیں ہونا چاہیے، البتہ اگر سوال کا مقصد امتحان لینا ہو تو پھر ناراضگی بجا ہے [۷]

بلند آواز سے درس دینا

معلم کو بلند آواز سے درس دینا چاہیے۔ بعض اوقات اساتذہ دھیمی آواز سے درس دیتے ہیں، جس

کی وجہ سے طلباء کو سننے میں دقت پیش آتی ہے۔یا سرے سے سنتے ہی نہیں۔ اس بات کی تائید کیلئے امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ کی روایت پیش کی: وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ نماز کا وقت ہونے کی وجہ سے ہم جلدی جلدی وضو کررہے تھے۔ تو ہم ہاتھ سے پاؤں پر پانی پھیرنے لگے۔ آپؐ نے پکار کر فرمایا" ایڑھیوں کے لئے آگ سے خرابی ہے" دومرتبہ یہ یا تین مرتبہ فرمایا(۸) گویا اس حدیث سے امام بخاریؒ اساتذہ کو ادب سکھلا رہے ہیں کہ علمی بات بلند آواز سے بیان کرے تاکہ سب لوگ سن سکیں۔(۹)

تدریس کو دلچسپ بنانا

تدریس کو دلچسپ بنانا چاہیے، اساتذہ اگر تشہید اذہان کے طور پر کوئی مسئلہ طلبہ کے سامنے پیش کرنا چاہے تو کرسکتے ہیں، کوئی مضائقہ نہیں۔(۱۰) امام بخاریؒ نے استدلال کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمل پیش کیا ہے جس کی روایت ابن عمرؓ نے کی ہے: فرماتے ہیں کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے خزاں میں نہیں جھڑتے ہیں وہ درخت مومن کی طرح ہے۔ مجھے یہ بتائے کہ وہ کونسا درخت ہے لوگوں (کادھیان) جنگلی درختوں پر پڑ گیا۔ عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن مجھے شرم آئی کہ بڑوں کے سامنے کچھ کہوں۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون سا درخت ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ کھجور ہے"(۱۱)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ تدریس کو دلچسپ بنانے کے لئے بعض اوقات موقع کی مناسبت سے مثال دینا اور کبھی کبھار طلباء سے پوچھنا چاہیے۔

طلباء کی علمی آزمائش کرنا

امام بخاریؒ نے اس عنوان سے باب قائم کیا ہے "باب طرح الامام المسئلة علی صحابه لیختبر ماعندهم من العلم"(۱۲) یعنی ایک استاد اپنے رفقاء کی علمی آزمائش کے لئے کوئی سوال کرے، اس عنوان کے تحت امام بخاریؒ نے وہی مذکورہ ابن عمرؓ کی کھجور والی روایت بطور استدلال پیش کی ہے۔ گویا یہ حدیث مکرر ہے، مگر عنوان الگ الگ ہے، اور سند بھی جدا ہے۔ پہلے باب میں تدریس کو دلچسپ بنانے کے لئے بطور مثال اس حدیث کو پیش کیا گیا جبکہ اس باب میں طلبہ کی ذہنی، صلاحیت کا اندازہ لگانے کیلئے لائی گئی ہے ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ استاد کو چاہیے کہ کبھی کبھی طلبہ کا امتحان لے تاکہ استاد کو کلاس میں طلبہ کے علمی معیار کا اندازہ ہوسکے، اساتذہ کا اپنے شاگردوں سے سوالات کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ بہتر ہے تاکہ تلامذہ بیدار رہیں اور غفلت میں وقت ضائع نہ کریں۔(۱۳)

تدریس کے طریقے

امام بخاریؒ تدریس کے دو طریقوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ایک یہ کہ استاد درس دے اور شاگرد سنے، اور دوسرا یہ کہ شاگرد عبارت پڑھے اور استاد سنے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ بعض محدثین نے عالم کے سامنے قراۃ پر ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا'' کہ اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ ہم نماز پڑھیں۔ آپؐ نے فرمایا ''ہاں'' تو یہ گویا رسولؐ کے سامنے پڑھنا ہے اور ضمام نے اس بات کی اپنی قوم کو اطلاع دی، اور ان کی قوم نے اس خبر کو کافی سمجھا۔ (۱۴)

کلاس روم کے آداب

باب من قعد حیث ینتھی بہ المجلس (۱۵) میں امام بخاریؒ کلاس روم کے دو آداب بتلا رہے ہیں ایک یہ کہ اگر کلاس روم میں طلبہ زیادہ ہوں تو جہاں جگہ ہے، وہیں بیٹھ جائیں اور اگر قریب بیٹھنے کی خواہش ہو تو پہلے آیا کرے اور دوسرا یہ کہ اگر پہلے بیٹھنے والے اس طرح ہو کہ اگلی صف میں یا بیچ میں جگہ خالی ہو تو پھاند کر آگے جا سکتا ہے اگرچہ تخطی رقاب سے منع کیا گیا ہے تاہم یہ اس لئے جائز ہے کہ پہلے سے بیٹھنے والوں نے ہی خود بے تمیزی کی کہ آگے جگہ خالی چھوڑ دی۔ (۱۶)

اپنے ضابطے میں سے کم درجہ کے لوگوں سے علم حاصل کرنا

باب قول النبی رب مبلغ اوعی من سامع سے امام بخاریؒ یہ تنبیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی طالب علم بڑا فہیم و ذکی ہو اور استاد اس جیسا ہوشیار نہ ہو تو اس کو اس استاد سے استنکاف فی طلب علم نہیں کرنا چاہیے کہ میں تو اتنا فہیم ہوں۔ بھلا میں اس سے علم حاصل کروں، ایسا ہرگز نہ کریں کیونکہ نبی کریم کا ارشاد ہے'' رب مبلغ اوعی من سامع'' (۱۷) بسااوقات وہ جسے حدیث پہنچائی جائے براہ راست سننے والے سے زیادہ حدیث کو یاد رکھتا ہے (۱۸) اس باب میں یہ ترغیب دینا ہے کہ اپنے سے کم سے بھی علم حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بلا امتیاز ہر کسی کو پڑھانا چاہیے

''رب مبلغ اوعی من سامع سے ایک بات یہ بھی معلوم ہو رہی ہے کہ معلم کسی کو پڑھانے سے انکار نہ کرے ہر کسی کو پڑھائے، کیا معلوم کون زیادہ سمجھنے والا ہے۔ بعض اوقات شاگرد سمجھ بوجھ کے لحاظ سے اپنے استاد سے آگے نکل جاتا ہے اور وہ اس سبق سے ایسے فوائد اور معلومات کا ادراک کرتا ہے جو استاد نہ کر سکتا ہو تو رب مبلغ میں اس طرف اشارہ ہے۔

درس وتدریس کے بغیر محض مطالعہ سے علم حاصل نہیں ہوتا

ترجمۃ الباب کے تحت فرمان نبویؐ "انما العلم بالتعلم" (۲۰) سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علم تعلّم سے حاصل ہوگا۔ محض مطالعہ سے کوئی عالم نہیں بن سکتا۔ استاد سے باضابطہ تعلیم حاصل کرنا چاہیے: یہ بالکل دھوکہ ہے کہ صرف کتب وشروح دیکھ کر بغیر استاد سے پڑھے علم حاصل ہوسکتا ہے:(۲۱) اس حدیث کی بناء پر فقہاء نے لکھا ہے کہ جو آدمی ماہر ارباب فتویٰ سے تربیت مکمل کئے بغیر صرف کتابیں دیکھ کر فتوے دے اس کی بات کا اعتبار نہیں کرنا۔(۲۲)

تدریس میں تدریجی طریقہ

امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت علماء ربانین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

ویقال الربانی الذی یربی الناس بصغار العلم قبل کبارہ (۲۳)

ربانی اس شخص کو کہاجاتا ہے جو بڑے مسائل سے پہلے چھوٹے مسائل سمجھا کر لوگوں کی علمی تربیت کرے گویاان الفاظ سے امام بخاریؒ کی تدریسی منہج کے وہ اصول معلوم ہورہے ہیں کہ تدریس میں اجمال سے تفصیل، آسان سے مشکل اور کم سے زیادہ کی طرف آہستہ آہستہ سکھادیں۔ تدریس میں اہم بات یہ ہے کہ استاد اپنے شاگردوں کو علم کے پیچیدہ مسائل میں شروع سے نہ الجھادیں کہ وہ انھیں میں پھنس کہ رہ جائے بلکہ آسان چیزیں پہلے ہی سکھادیں تاکہ شاگردوں کے اندر علم سے محبت بڑے اوران کے حوصلے میں اضافہ ہو(۲۴)

تدریس میں طلبہ کی نفسیات کو مدنظر رکھنا

ایک معلم کو طلبہ کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے سبق پڑھانا ضروری ہے، تدریس میں نہ اتنی طوالت ہو کہ طلبہ میں بوریت پیدا ہواور نہ اتنی اختصار ہو کہ غبی طلبہ نہ سمجھ سکیں۔ امام بخاریؒ اس نے طرف اشارہ کرتے ہوئے باب قائم کیا ہےما کان النبی صلی اللّٰہعلیہ وسلم یتخولھم بالموعظۃ والعلم کی لاینفر

یعنی نبی کریمؐ لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے نصیحت فرماتے اور تعلیم دیتے تاکہ ان کو ناگوار نہ گزرے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا" آسانی کرواور سختی نہ کرواور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ (۲۶) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کچھ دن نصیحت فرمانے کیلئے مقرر کردیتے تھے۔ ہمارے پریشان ہوجانے کے خیال سے (۲۷) یعنی آپ ہرروز نصیحت نہ فرماتے"

تدریس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ استاد سبق پڑھاتے وقت کچھ لطیفے یااشعار وغیرہ بھی سنا دیا کرے، اس طرح ذہن تروتازہ ہوجاتا ہے اور طلبہ بیزاری اور اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے ہیں، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح فرمایا کرتے تھے۔(۲۸)

تدریس میں طلبہ کی گروہ بندی کرنا

فهم في العلم (۲۹) سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ لوگ فہم فی العلم میں مختلف ہوتے ہیں، کوئی ذہین تو کوئی متوسط اور غبی لہٰذا استاد کو سب کی رعایت کرنی چاہیے ایک اچھے معلم کی یہ خوبی ہے کہ وہ ان تین قسموں میں گروہ بندی کرے اور ہر ایک گروہ کو علیحدہ علیحدہ پڑھائے، یا ایک لیکچر دے لیکن ان میں سے ان تینوں قسم کے طلبہ کے معیار کا خیال رکھا جائے۔

تعلیم بالغاں

تفقهوا قبل ان تسودوا (۳۰) سردار بنائے جانے سے پہلے تفقہ حاصل کرو یا یہ سواد اللحیہ سے ماخوذ ہے، بالوں کی سفیدی سے پہلے علم حاصل کرو (۳۱)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اس قول سے یہ نہ سمجھا جائے کہ سیادت کے بعد علم نہ حاصل کیا جائے۔ وقد تعلم اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم في كبر سنهم (۳۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اصحاب نے کبر سنی میں تعلیم حاصل کی ہے۔ لہٰذا ادھیڑ عمر والوں کیلئے ان کی کبر سنی میں علم حاصل کرنے سے مانع نہیں، ان کو بھی پڑھانا چاہیے۔

طلبہ کے درمیان مکالمہ کا اہتمام کرانا

امام بخاریؒ نے قصہ خضرؑ و موسیٰ میں حضرت ابن عباسؓ اور حر بن قیسؓ کا مناظرہ ذکر کیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ حر بن قیسؓ کے مقابلہ میں جیت گئے۔ (۳۳) اس سے امام بخاریؒ کی تدریسی منہج کے یہ اصول مستنبط ہو رہے ہیں کہ استاد بعض اوقات طلبہ کے درمیان کلاس روم میں کسی موضوع پر مباحثہ کرائے تا کہ طلبہ کی دلچسپی پیدا ہو جائے اور سبق سننے کے لئے بیدار ہو جائے۔

لیکچر دیتے وقت مثال دے کر طلبہ کو سمجھانا

امام بخاریؒ نے باب من عِلم و علّم میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اِس علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے جو زمین پر خوب برسے، بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت سبزہ اور گھاس اُگاتی ہے اور بعض زمین جو سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں اور کچھ زمین کے بعض خطوں پر پانی پڑا وہ بالکل چٹیل میدان ہی تھے، نہ پانی کو روکتے ہیں اور نہ سبزہ اُگاتے ہیں تو یہ مثال ہے اس شخص کی جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور نفع دیا۔ اس کو اس چیز نے جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں، جس نے علم دین سیکھا اور سکھایا اور اس شخص کی

مثال جس نے سر نہیں اٹھایا' جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا۔ (۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے جو علم و حکمت عطا فرمایا اس کو آپؐ نے بڑی اچھی مثال سے واضح فرمایا کہ تین طبقے ہیں ۔ ایک طبقہ ایسا ہے جس نے خود بھی فائدہ اٹھایا اور دوسروں کو بھی پہنچایا۔ دوسرا طبقہ وہ ہے' جس نے خود تو فائدہ نہیں اٹھایا مگر دوسرے اس سے مستفید ہوں۔ یہ دونوں جماعتیں بہر حال بہتر ہیں' پہلی کو دوسری پر فضیلت حاصل ہے لیکن تیسری جماعت وہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر کان ہی نہ دھرا۔ وہ سب سے بدتر جماعت ہے۔ (۳۷)

اس روایت سے امام بخاریؒ کی تدریسی طریقہ کار کا اندازہ ہوتا ہے کہ لیکچر دیتے وقت طلبہ کو سمجھانے کے لئے مثال دینا چاہیے۔ جس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو سمجھانے کے لئے مثال دیتے تھے کیونکہ بعض اوقات ایک مثال ہزار الفاظ سے بہتر ہوتی ہے۔

طلبہ کو ہوم ورک دینا

امام بخاریؒ کا نظریہ یہ ہے کہ معلم فقط پڑھانے پر اکتفا نہ کرے بلکہ اسباق کو طلبہ سے یاد کرائیں اور دوسروں تک نقل کرنے کی ترغیب دیں تاکہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ اہل علم اور مدرسین کو چاہیے کہ متعلم کو اسباق یاد کرنے اور ان اسباق کی تبلیغ کرنے کی تاکید میں قصور نہ کریں۔ (۳۸)

دوران تعلیم غصہ کرنا

امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے باب الغضب فی الموعظة والتعلیم (۳۹)

اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ یسروا و لا تعسروا اور ان جیسی روایات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھا کہ تعلیم و تدریس میں غضب کی گنجائش نہیں ہے بلکہ بعض مواقع میں غضب اور شدت نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔ (۴۰)

تدریس میں اعتدال پسندی

تدریس میں اعتدال سے کام لینا چاہیے' تدریس جب طویل ہو تو طلبہ میں تھکان اور بوریت پیدا ہوجاتی ہے۔ امام بخاریؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ ایھاالناس انکم منفرون فمن صلی بالناس فلیخفف (۴۱) "اے لوگو! تم لوگ نفرت پھیلاتے ہو' جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے' وہ تخفیف کرے" اس جملے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ استاد اتنا طویل لیکچر نہ دے جس سے طلبہ میں نفرت پیدا ہو۔

کلاس میں بیمار اور حاجت مند طلبہ کا خیال رکھنا

اس غرض کے لئے امام بخاریؒ نے مذکورہ کتاب الصلوۃ والی روایت کتاب علم میں لائی ہے جس

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام کو طویل نماز سے بچنے کی تنبیہ ان الفاظ میں فرمار ہے ہیں۔

فان فیهم المریض والضعیف وذالحاجة (۴۲)

اس لئے کہ ان نمازیوں میں بیمار کمزور اور حاجت مند لوگ ہیں۔ کتاب علم میں اس روایت سے ہم یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ کلاس روم میں استاد کو چاہیے کہ وہ بیمار کمزور اور حاجت مند طلبہ کا خیال رکھے۔

رک رک کر درس دینا:

امام بخاریؒ کا تدریسی منہج یہ ہے کہ استاد لیکچر ہمیشہ رک رک کر سمجھاتے ہوئے واضح الفاظ میں دے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے باب قائم کیا ہے من اعاد الحدیث ثلاثا لیفهم عنه (۴۳)

اس باب میں انہوں نے استدلال کے لئے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے:

انه اذا تکلم بکلمة تکلم ثلاثا لیفهم عنه (۴۴)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تھے تا کہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھ میں آ جائے۔ حضورؐ کی ہر جگہ تکرار کی عادت نہیں تھی بلکہ یہ تکرار وہاں ہوتی جہاں افہام کی ضرورت پیش آتی۔ مثلاً یہ کہ آپ کو اندیشہ ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ سن کر بات ذہن نشین نہیں ہوئی یا آپؐ اس موقع پر تکرار فرماتے جہاں ابلاغ وتعلیم مقصود ہو یا کہیں مجمع زیادہ ہوتا اور آواز نہیں پہنچ پاتی یا زجر مقصود ہوتا تو تکرار فرماتے (۴۵)

حواشی

(۱) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب فضل العلم، ج ۱، ص ۱٤

(۲) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من سُئل علماً وهو مشتغل فی حدیثه ج ۱، ص ۱۴

(۳) مولانا سلیم اللہ خان، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ کراچی ۲۰۰۶ء ج ۳، ص ۵۴

(۴) ابن حجر عسقلانی، فیض الباری، دار الفکر بیروت۔ ج ۱، ص ۱۴۲

(۵) مولانا سلیم اللہ خان، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ کراچی ۲۰۰۶ء۔ ج ۱، ص ۱۴

(٦) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من سُئل علماً وهو مشتغل فی حدیثه ج ۱، ص ۱۴

(۷) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، الادب المفرد۔ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۰۱ھ

(۸) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من رفع صوته بالعلم ج ۱، ص ۱۴

(۹) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری، جمع وترتیب محمد شاہد خان، مکتبہ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج ۱، ص ۱۲٦

(۱۰) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری، جمع وترتیب محمد شاہد خان، مکتبہ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج ۱، ص ۱۲۸

(۱۱) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء "باب طرح الامام المسئلة علی صحابه لیختبر ماعندهم من العلم" ج ۱۳، ص ۱۳۴

(۱۲) ایضاً

(۱۳) مولانا سلیم اللہ خان' کشف الباری' مکتبہ فاروقیہ کراچی ۲۰۰۶ء۔

(۱۴) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب القراۃ والعرض علی المحدث ج ۱ ص ۱۴

(۱۵) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء۔ باب من قعد حیث ینتھی بہ المجلس ج ۱ ص ۱۵

(۱۶) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری' جمع وترتیب محمد شاہد خان' مکتبۃ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج ۱ ص ۱۷۴

(۱۷) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء۔ باب قول النبی ؐ رب مبلغ اوعی من سامع، ج ۱ ص ۱۶

(۱۸) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری' جمع وترتیب محمد شاہد خان' مکتبۃ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج ۱ ص ۱۷۴

(۱۹) مولانا محمد زکریا۔ الابواب والتراجم لصحیح البخاری' ایچ ایم سعید کمپنی

(۲۰) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب رب مبلغ اوعیٰ من سامع ج ۱ ص ۱۶

(۲۱) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری' جمع وترتیب محمد شاہد خان' مکتبۃ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج ۱ ص ۱۷۵

(۲۲) علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی' شرح عقود رسم المفتی' سہیل اکیڈمی لاہور' ص ۱۵۔۱۶

(۲۳) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب رب مبلغ اوعی من سامع ج ۱ ص ۱۶

(۲۴) علامہ یوسف القرضاوی الرسول والعلم' مترجم ابومسعود اظہر ندوی' اسلامک بک ڈپو لاہور ۱۹۹۸ء' ص ۱۵۴

(۲۵) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب ما کان النبی ؐ یتخولھم بموعظۃ
والعلم کما لاینفر ج ۱ ص ۱۶

(۲۶) ایضاً (۲۷) ایضاً

(۲۸) علامہ یوسف القرضاوی الرسول والعلم، مترجم ابومسعود اظہر ندوی، اسلامک بک ڈپو لاہور ۱۹۹۸ء، ص ۱۶۰

(۲۹) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب الفھم فی العلم ج ۱، ص ۱۶

(۳۰) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب تفقھوا قبل ان تسودوا ج ۱، ص ۱۶

(۳۱) علامہ شمس الدین محمد بن یوسف الکرمانی' شرح الکرمانی' داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۰۰۰ء۔ ج ۲، ص ۴۱

(۳۲) مولانا سلیم اللہ خان' کشف الباری' مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی ۲۰۰۶ء ج ۳، ص ۳۱۵

(۳۳) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب تفقھوا قبل ان تسودوا ج ۱، ص ۱۶

(۳۴) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب الخروج فی طلب العلم ج ۱، ص ۱۷

(۳۵) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من علم وعلم ج ۱ ص ۱۷

(۳۶) ایضاً (۳۷) مولانا ظہور احمد الباری' تفہیم البخاری' اسلامی کتب خانہ لاہور۔ ج ۱، ص ۸۵

(۳۸) مولانا محمد زکریا' الابواب والتراجم لصحیح البخاری' ایچ ایم سعید کمپنی۔ ص ۵۱

(۳۹) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب الغضب والموعظۃ فی التعلیم ج ۱، ص ۱۸

(۴۰) مولانا محمد زکریا' الابواب والتراجم لصحیح البخاری' ایچ ایم سعید کمپنی۔ ص ۵۲

(۴۱) محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری' اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب الغضب والموعظۃ فی التعلیم
ج ۱، ص ۱۸

(۴۲) ایضاً (۴۳) ایضاً (۴۴) ایضاً

(۴۵) مولانا سلیم اللہ خان، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی ۲۰۰۶ء ج ۳، ص ۵۸۶

یادرفتگان: مولانا ابوالمعز عرفان الحق اظہار حقانی*

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمٰن کی رحلت

علاقہ چھچھ کو دادا جان شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سمرقند و بخارا سے تشبیہ دیتے تھے۔اور یہ اس لئے کہ اس خطے کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری زرخیزی کے ساتھ ساتھ حقیقی (معنوی) شادابی سے بھی نواز رکھا ہے، چھچھ کی سو سالہ تاریخ اٹھا کر ملاحظہ فرمایئے تو معلوم ہوگا کہ اس سرزمین کے عظیم اور بے مثل علمائے کرام نے لاکھوں لوگوں کے قلوب قرآن و حدیث کی تعلیم سے منور فرمائے ہیں۔شاہ ولی اللہ سرحد کے لقب سے مشہور حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ، محدث جلیل مولانا عبدالرحمٰن، جنہیں مولانا اشرف علی تھانوی جیسے عظیم محدث نے ''کامل پورے'' فرمایا، حضرت مولانا عبدالقدیر مومن پوری، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، مولانا مفتی عبدالدیان، شیخ الحدیث مولانا عبدالغنی جلالوی اور شیخ التفسیر حضرت مولانا زاہد الحسینی رحمہم اللہ، یہ وہ چند ستارے ہیں جس نے آسمان علم و عمل کو اپنے دور میں سجائے رکھا۔ اسی چھچھ کے غربی طرف ایک گاؤں ''حیدر'' آباد ہے،اسی گاؤں کے ایک جید عالم دین شیخ الحدیث مولانا سیف الرحمٰن کا ۲۹ جون ۲۰۱۷ء بروز جمعرات بوقت عصر انتقال ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف کا پورا گھرانہ علمی و دینی اعتبار سے چھچھ بھر میں شہرت یافتہ گھرانوں میں شامل تھا، مولانا موصوف کے دادا مولانا عبیداللہ جی جو حیدر والے بابا جی سے زیادہ پہچانے جاتے تھے، ان کے ہم درس علماء میں سے مولانا قطب الدین غورغشتوی، مولانا موسیٰ خان دامان، معروف مجاہد مولانا فضل واحد (ترنگزئی حاجی صاحب) جیسے جلیل القدر علما شامل ہیں۔ان مذکورہ چاروں حضرات نے دارالعلوم حقانیہ کے سابقہ صدر مدرس مولانا عبدالحلیم زروبوی کے دادا محترم مولانا سعید صاحب سے مل کر پڑھا تھا۔اسی حیدر والے بابا جی کے مجھلے صاحبزادے مولانا مفتی عبدالحکیم، مولانا سیف الرحمٰن کے والد ماجد تھے۔جنہوں نے دینی تعلیم صوابی کے گاؤں کڈی اور چھوٹا لاہور میں مولانا عبدالرؤف اور مولانا قاضی

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

محمد رفیع سے حاصل کی اور بعد از اں ہندوستان کے میرٹھ شہر کے مدرسہ عربیہ اندر کوٹ پہنچ کر وہاں مولانا عبدالسلام قندھاری سے ۱۹۲۱ء میں علوم کی تکمیل فرمائی۔ مولانا عبدالحکیم نے ۱۹۲۵ء سے گاؤں کی مسجد سے تدریس کا آغاز کیا۔ علمی انہماک اس قدر تھا کہ سحری سے لیکر مغرب تک کا سارا وقت قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف ہوتا۔ صوبہ سرحد اور کابل تک کے دور دراز کے علاقوں سے طالبان علوم نبوت ان کے گرد پروانوں کی طرح جمع رہتے تھے۔

انکے معروف تلامذہ میں فضلائے دیوبند میں مولانا غلام حیدر لاہور، مولانا عبدالحنان جہانگیرہ، مولانا مجاہد الحسینی نوشہرہ، مولانا گلستان بیکا صوابی اور مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمہم اللہ جیسے عباقرہ علماء شامل ہیں۔

اسی عظیم عالم دین کے گھر میں مولانا سیف الرحمٰن ۱۲ جون ۱۹۳۷ء کو پیدا ہوئے ،آپ علم و عمل ،تقویٰ ،عبادت، احتیاط ،توکل ،سخاوت، استغنا اور مہمان نوازی جیسے عالی صفات میں اپنے والد کے پرتو تھے،آپ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد اور چچا مولانا حکیم حبیب سے حاصل کی۔ پھر گوجرانوالہ میں مولانا عبداللہ اور مولانا موسیٰ خان کا قافیہ شرح جامی وغیرہ کی کتابیں پڑھیں اور پھر مادر علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ پہنچ کر ملاحسن ،سلم ،ہدایہ ،مشکوٰۃ اور معقولات کی منتہی کتابیں شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید ،مولانا محمد یوسف بونیری، مولانا عبدالحلیم کوہستانی ،او رمولانا عبدالغنیؒ سے پڑھیں۔ دورہ حدیث شریف کیلئے جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لے کر ۱۹۶۵ء میں سند فراغت حاصل کی۔فراغت کے بعد مولانا محمد یوسف کے مدرسہ تعلیم القرآن آزاد کشمیر پلندری میں دو سال تک تدریس کی۔ پھر چار سال قلعہ دیدار سنگھ کے جامعہ محمدیہ میں تشنگان علوم نبوت کی سیرابی میں مصروف رہے۔۱۹۷۲ء میں اپنے والد کی بیماری کے باعث دارالعلوم تعلیم الاسلام ویسہ اٹک میں والد کی جگہ صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ روزانہ اسباق پڑھانے کیلئے گاؤں سے آتے جاتے رہے۔اپنے اکابرین کی جگہ پر گاؤں میں امامت و خطابت افتاء اور قرب و جوار کی دینی رہنمائی میں ہمیشہ متحرک کردار کے حامل رہے۔ انکا سارا خاندان جامعہ حقانیہ سے فیض یافتہ اور اس سے عقیدت مندانہ تعلق رکھتا ہے۔موصوف کا جنازہ ۳۰ جون ۲۰۱۷ء قبل از نماز عصر بوقت 4:30 بجے قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی امامت میں ادا کیا گیا۔

نماز جنازہ سے قبل راقم الحروف کے علاوہ شیخ التفسیر مولانا نور الہادی شاہ منصور صاحب حق، شیخ الحدیث مفتی رضاء الحق مفتی جوہانسبرگ ،شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق نائب صدر وفاق

المدارس پاکستان، بقیۃ السلف مولانا ظہور الحق دامان، مولانا امتیاز، مولانا محمود الحسن توحیدی اور مولانا سید یوسف شاہ ہارون نے موصوف کی علمی دینی اور رفاہی خدمات پر حاضرین کے سامنے روشنی ڈالتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ جنازہ میں ہزاروں علمائے کرام کے علاوہ علاقہ کے زعما، اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر موصوف کے بڑے بیٹے مولانا مطیع الرحمٰن کو والد کی جگہ جانشین مقرر کرتے ہوئے اکابر علماء نے دستار بندی فرمائی۔ دوسرے بیٹے نفیس الرحمٰن اور مرحوم کے بڑے بھائی فاضل دارالعلوم حقانیہ مولانا عزیز الرحمٰن نے لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت مولانا قاری حق نواز کی المناک شہادت

وطن عزیز پاکستان ایک طویل عرصہ سے کشت وخون کا معرکہ کارزار بنا ہوا ہے۔ علماء کا خون بڑی بے دردی سے قتل ناحق کی شکل میں کراچی سے لے کر خیبر تک بہایا جارہا ہے۔ گذشتہ بیس، تیس برسوں میں سینکڑوں ممتاز علماء کھلے عام دن دیہاڑے بندوق کے نوک پر مارے گئے، لیکن آج تک کسی ایک کا قاتل بھی حکومت وقت اور مقامی انتظامیہ نے گرفتار نہ کیا۔

علماء کی یہ بے وقعتی سرزمین پاکستان کے اساس سے بھی غداری ہے اور دوسری طرف پورے ملک کے لئے بے برکتی اور طوفانوں کا پیش خیمہ ہے۔ آج دارالعلوم حقانیہ کے ایک جید فاضل، جامعہ محمدیہ (منہ مغل خیل) شبقدر کے مہتمم، صوفی باصفا، پیر طریقت اور شبقدر کے عوام کی ہردل عزیز شخصیت حضرت مولانا قاری حق نواز کو نماز فجر کی امامت کے لئے جاتے ہوئے علی الصباح بڑی بے دردی سے قتل کردیا گیا "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ ان کی رحلت سے پورے علاقہ میں کہرام مچ گیا۔ جب مجھے معلوم ہوا تو کلیجہ منہ کو آنے لگا، کہ موصوف جیسے بے ضرر، سراپا خیر شخصیت سے کسی کو کیا دشمنی ہوسکتی ہے آپکے مشفق استاد مولانا سمیع الحق صاحب رئیس جمعیت علماء اسلام مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے ان کا نماز جنازہ پڑھایا جمیں گردونواح کے ہزاروں علماء وطلباء اور عوام الناس نے شرکت کی۔

ابھی کچھ ہی عرصہ قبل اپنے قائم کردہ دینی ادارہ جامعہ محمدیہ میں سالانہ تقریب ختم بخاری میں احقر کے ذریعہ مولانا سمیع الحق امیر جمعیت علماء اسلام ورئیس دارالعلوم حقانیہ سے وقت لیا۔ مولانا

صاحب نے موصوف کی علمی اور اصلاحی خدمات کے مدنظر شفقت فرماتے ہوئے دعوت قبول فرمالی۔ جب ہم ان کے گاؤں کے قریب پہنچے تو موصوف موٹرسا ئیکلوں کے جلوس کے ساتھ قائد جمیعت کے استقبال کیلئے آئے۔اس موقع پر ان کے خوشی کی کوئی انتہاء معلوم نہیں ہورہی تھی۔اپنے اکابرین کے ساتھ ہمیشہ بھر پور روابط استوار رکھتے آئے۔ختم بخاری سے قبل ترحیبی کلمات کے دوران فرمایا:''میں نے دارالعلوم حقانیہ میں دوران درس ایک رات خواب میں امام الاولیاء حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی زیارت اس طرح کی ،کہ حضرت کے سامنے ایک بڑے دیگ میں دال کا پکاہوا سالن ہے اور آپؒ اپنے مبارک ہاتھوں سے طلبہ میں تقسیم فرمارہے ہیں اور آپ نے بندہ کو بھی اپنے مبارک ہاتھوں سے سالن دیا، جسے بندہ نے کھایا''۔اگلی صبح بندہ نے حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب کو خواب سنایا ،تو انہوں نے تعبیر بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ سے دین کی خدمت کا کام لے گا۔

اس تقریب میں عم محترم نے اپنی خطاب میں ان کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ آج آپ کا یہ مدرسہ جس میں سینکڑوں طلبا پڑھ رہے ہیں یہ اسی شیخ الحدیثؒ کے ہاتھ سے کھائے ہوئے دال کے اثرات وثمرات ہیں۔

افسوس آج !!وہ عظیم عالم دین ہم نے گنواں دیا''رحمہ اللہ تعالیٰ''۔موصوف کے مختصر احوال جو میسر ہو سکے وہ یوں ہیں:

آپ 1965ء کو حاجی محمد الیاس کے ہاں پیدا ہوئے ،مقامی سکول میں عصری تعلیم کی ابتداء کی 1982ء کو میٹرک پاس کیا اور پھر مینہ ہائی سکول کے ایک عالم دین استاد قاری محمد زرین سے قرآن پاک حفظ کا آغاز کیا ،پھر ابازئی کے معروف قاری موسیٰ سے تکمیل حفظ قرآن کیا۔ بعد ازاں تجوید کے لئے قاری عبداللہ شاہ عرف ناسافہ باچا کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔درس نظامی کا آغاز جامعہ رحمانیہ سے کیا ،وہاں سے پھر جامعہ اسلامیہ چارسدہ کا رخ کیا ،فنون کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند کے فضلاء شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوارؒ اور مولانا عنایت اللہؒ سے کسب فیض پانے کے لئے دارالعلوم تخت آباد میں داخلہ لیا۔

علم حدیث کے حصول کے لئے 1992ء میں ایشیاء کی عظیم اسلامی مدرسہ دارالعلوم حقانیہ پہنچے جہاں 1993ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔طالب علمی کے زمانہ میں ایک دن آپ کی دادی فوت ہوئی تو اسباق میں انہماک کا یہ حد تھا کہ اس دن صبح پہلے مفتی صاحب کے اسباق کے لئے اکوڑہ خٹک پہنچے اسباق کے بعد مفتی صاحب کو اس حادثے کا ذکر کیا تو انہوں نے اس قربانی اور اسباق میں حاضری پر

بے حد مسرت کا اظہار فرمایا اور مرحومہ کے لئے مغفرت اور قاری صاحب کے عملی ترقی میں اضافے کی خصوصی دعا فرمائی ۔ یہی وجہ تھی کہ قاری صاحب ہمیشہ کہتے بھی تھے کہ یہ جو کچھ ہے یہ حضرت مفتی صاحب کے دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

فراغت کے فوراً بعد اپنی مادر علمی دارالعلوم رحمانیہ شبقدر سے تدریس کا آغاز کیا اور تین برس تک شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ شاہ مہتمم مدرسہ مذکورہ کے زیر سایہ علمی موتیاں بکھیر تے رہے ۔ چونکہ قاری صاحب نے 1989ء کو طالب علمی کے زمانہ میں اپنے گاؤں کی مسجد میں تجوید وحفظ کا مدرسہ قائم کیا تھا، جو رفتہ رفتہ درس نظامی کے طلبا کا مرجع بھی بن گیا ۔ لہٰذا 1996ء میں وہاں سے علیحدہ ہوئے اور گاؤں میں اس مدرسہ کے لئے مستقل علیحدہ زمین حاصل کر کے موجود جگہ پر اس ادارہ کو منتقل کر دیا۔ چونکہ اس مدرسہ کا پہلا نام اپنے کام کے اعتبار سے مدرسہ حفظ القرآن والتجوید تھا اور اب کام کا میدان درس نظامی تک بڑھ گیا لہٰذا اپنے اساتذہ سے اس نئے مدرسہ کا نام تجویز فرمانے کے لئے اکوڑہ خٹک آئے جہاں تین اساطین علم وعمل مولانا مفتی محمد فرید مولانا فضل الٰہی اور مولانا مغفور اللہ صاحب نے اس دارالعلوم کا نام جامعہ محمدیہ تجویز فرمایا۔ اس وقت اس مدرسہ میں چھ سات سو تک طلبا مصروف تعلیم ہیں ۔علاقہ اور گرد ونواح میں جامعہ محمدیہ کے درجنوں شاخیں دینی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں مسلمان بچوں کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ یہ سب کچھ ان شاء اللہ موصوف کے لئے باقیات صالحات ہیں۔ احقر کے ساتھ موصوف کے تعلقات برادرانہ اور حد درجہ بے تکلفی پرمبنی تھے ۔ دارالعلوم حقانیہ کے موجودہ زیر تعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کے لئے سال بھر قبل جب ہم نے شبقدر اور چارسدہ کے فضلا کو متوجہ کیا تو موصوف نے مقدور بھر بڑی تندہی کے ساتھ اس کام میں حصہ لیا میں بعض اوقات ان کو چھیڑنے کے لئے کہتا کہ آپ نے مسجد کی تعمیر میں کھل کر کام نہیں کیا ۔ تو تبسمانہ لہجے میں مختلف علاقوں میں چندوں کی تفصیل سے آگاہ فرماتے ۔

تصوف وسلوک کے سلسلہ میں آپ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور تکمیل اوراد ووظائف پر ان کی طرف سے ماذون ہوئے ۔اس سے قبل موقوف علیہ کے سال مولانا مطلع الانوارؒ اور مولانا عنایت اللہ صاحب ان ہر دو حضرات سے کافی استفادہ فرمایا۔ مولانا مفتی محمد فرید صاحب نے ایک دفعہ خوش طبعی میں پوچھا کہ بھیا بادشاہت رکھتے ہو یا نہیں؟ انہوں نے الفاظ کو نہ سمجھتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے حضرت کی طرف دیکھا تو آپ نے دوبارہ فرمایا کہ بھیا بادشاہت رکھتے ہو یا نہیں؟ یعنی امامت ۔تو آپ نے جواب دیا کہ فی الحال تو مدرسہ میں

مقیم ہوں البتہ گاؤں میں امامت ہے۔تو اس پر فرمایا کہ یہ خدمت کرنا ٹھیک ہے۔

اکتوبر 2001ء کو آپ نے ایک دینی و اصلاحی اور تبلیغی سہ ماہی رسالہ ''الذکریٰ'' کے نام سے جاری فرمایا اور رسالہ کے اداریہ میں اس کی اشاعت کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا: ''موجودہ دور میں غیر مسلم قوتیں اپنے مذموم عزائم اور بے دینی ملکی اور بین الاقوامی میڈیا کے ذریعے تیزی کے ساتھ پھیلا رہی ہے۔پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ان کے قبضہ میں ہیں، مختلف طریقوں سے اسلام کو بدنام کرنے کی ناپاک کوششیں کررہے ہیں۔دوسری طرف دینی مدارس کو دہشت گردی کی بے بنیاد الزامات میں ملوث کررہے ہیں، کبھی فرقہ واریت کا الزام لگاتے ہیں اور کبھی مدارس کا نصاب طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔لہٰذا ان باطل عزائم کا دلیرانہ مقابلہ علماء اور مسلمانوں کا مشترکہ فریضہ ہے اور اس ضمن میں میڈیا کی تحفظ کے لئے بھی ایک پروگرام تشکیل دینا چاہئے تا کہ اس کے ذریعہ یورپ اور غیر مسلم اقوام کے پروپیگنڈوں کا بروقت اور مؤثر جواب دیا جاسکے۔لہٰذا ہم بھی اس فریضہ کو محسوس کرتے ہوئے عزم صمیم کے ساتھ اس میدان میں قدم رکھ رہے ہیں۔''

مولانا انوار الحق صاحب نائب صدر وفاق المدارس ایک مرتبہ ان کے ادارے میں تشریف لے گئے تو فرمایا: ''کہ میں نے یہاں کے مہتمم، اساتذہ اور طلبا میں اخلاص وروحانیت محسوس کی ان کی وضع قطع اور صورتوں سے بہت متاثر ہوا''۔

مولانا مفتی محمد فرید صاحب درس مشکوۃ کے سلسلے میں تشریف لے گئے تو از حد خوشی کا اظہار فرمایا۔گویا یہ سب اکابرین کا ان کے خدمات پر بھرپور اعتماد تھا اور ان شاء اللہ یہی اعتماد ان کے لئے اخروی سعادتوں کا ذریعہ بنے گا۔

آپ کے لواحقین میں تین فرزند اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔بڑے بیٹے کا نام دارالعلوم حقانیہ کے موسس مولانا عبدالحق کے نام کی مناسبت سے عبدالحق رکھا جو آج کل دارالعلوم کراچی میں درجہ خامسہ میں پڑھ رہے ہیں۔نماز جنازہ بعد العصر ۲ بجے مدہ مغل خیل میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی امامت میں ادا کیا گیا، جس میں علماء طلبا اور عوام الناس کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا تھا، جنازہ سے قبل احقر نے مولانا گوہر شاہ مہتمم جامعہ اسلامیہ چارسدہ مولانا انوار الحق اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے خطاب کرتے ہوئے حاضرین کے سامنے مرحوم کے فضائل حمیدہ بیان فرمائے۔

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال ۱۴۳۸ھ 2017 کا باقاعدہ آغاز

12 /جولائی کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کا باقاعدہ آغاز اجتماعی تقریب سے ہوا، جس میں تمام اساتذہ، منتظمین اور قدیم و جدید طلباء نے شرکت کی۔ افتتاح کے لئے حسب سابق کی طرح امسال بھی حضرت مہتمم صاحب نے ترمذی شریف سے درس کا آغاز فرمایا اور طلباء سے تفصیلی اصلاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد نائب مہتمم صاحب نے جدید طلباء کو جامعہ کے اصول وضوابط سے روشناس کیا۔

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات

16۔17/جولائی کو اسلام آباد پریس کلب کے سامنے دفاع پاکستان کونسل کے زیراہتمام شہداء جموں و کشمیر کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت حضرت مہتمم صاحب نے فرمائی۔

18 جولائی کو افغانستان کے سفیر عمر ضاخیل کی حضرت مہتمم صاحب سے ان کی رہائش گاہ پر تفصیلی ملاقات کی اور افغانستان میں قیام امن کے موضوع پر تبادلہ خیال کیا

19/جولائی کو لاہور میں شہداء مسجد مال روڈ پر کانفرنس منعقد کی گئی۔ کشمیری مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی حضرت مہتمم صاحب نے آخر میں تفصیلی خطاب فرمایا۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن الشیخ ڈاکٹر ایاد الشکری کی دارالعلوم آمد

21/جولائی کو مسجد نبویؐ کے موذن الشیخ المقری ایاد الشکری دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور زیر تعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ میں اذان دی پھر عشاء کی جماعت بھی پڑھائی۔ گردونواح کے ہزاروں لوگوں نے آپکی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد طلباء و علماء وعوام الناس سے خطاب فرمایا، حضرت مہتمم صاحب سے انکی رہائش گاہ پر تفصیلی ملاقات کی۔ بعدازاں انہوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبے بھی دیکھے اور دارالعلوم کے نئے دارالتدریس کا معائنہ بھی خصوصی کیا اور اینٹ بھی نئی تعمیر کے حصہ میں رکھی اور اس کی جلد تکمیل کیلئے خصوصی دعا فرمائی۔ مدیر الحق مولانا راشد الحق صاحب نے بھی اپنے نئے مکان میں موذن صاحب کو دعا و برکت کے لئے مدعو کیا۔ آپ نے مکان میں احادیث مبارکہ، قرآن کے حوالے اور آخر میں موثر دعا فرمائی۔

21 / جولائی کو "روز" ٹی وی چینل نے حالات حاضرہ پر حضرت مہتمم صاحب کا تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا جو اسی دن رات آٹھ بجے نشر کیا گیا۔

ڈپٹی چیئرمین سینٹ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کی حضرت مہتمم صاحب کی رہائشگاہ آمد

22 / جولائی کو ڈپٹی چیئرمین سینٹ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام (ف) کا وفد حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لایا، ملاقات کا ایجنڈا متحدہ مجلس عمل کی ممکنہ بحالی تھا۔ وفد میں جمعیت ف کے تمام صوبائی قائدین و اہم عہدیدار وغیرہ شریک تھے۔

26/ جولائی کو مہتمم صاحب نے شبقدر چارسدہ میں دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور جامعہ محمدیہ کے مہتمم قاری مولانا حق نواز حقانی کی شہادت کا نماز جنازہ پڑھایا ہزاروں افراد سے خطاب فرمایا اور شہید کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے حکومت سے پرزور مطالبہ کیا گیا۔

۴۔اگست کو جانشین مولانا عبیداللہ انور حفید حضرت لاہوری مولانا محمد اجمل قادری صاحب جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور طلبہ کی ایک نشست سے خطاب فرمایا اور طلبہ کرام سے اپنے علمی و اصلاحی نکات سے مستفید فرمایا۔

06-07 اگست کو فیصل آباد کا دورہ کیا اور "تحفظ مدارس و استحکام پاکستان" سے خطاب فرمایا اس کے بعد جمعیت علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ملک کے حالیہ مسائل کے حوالے سے طویل غور و حوض کیا گیا جبکہ 19 ۔ اگست کو دارالعلوم حقانیہ میں مرکزی مجلس شوریٰ کے نمائندگان کا اجلاس طے پایا، اسی دن فیصل آباد کے اہم اور مرکزی جامع مسجد میں نماز عصر ادا کی اور اس کے بعد مسجد میں جمع ہزاروں کے مجمع سے خطاب کیا۔ ۶ ۔اگست کو جماعۃ الدعوۃ کے مرکز خیبر فیصل آباد میں دفاع پاکستان کونسل کے اہم سربراہی اجلاس کی صدارت کی اور اس کے بعد ایک بھرپور پریس کانفرنس سے ملکی و ملی مسائل پر خطاب کیا۔

فکر حمید گل ؒ کنونشن اسلام آباد میں حضرت مہتمم صاحب کی شرکت

۱۵۔اگست : حضرت مہتمم صاحب نے "فکر حمید گل کنونشن" اسلام آباد میں شرکت کی ،اس موقع پر مہتمم صاحب کے علاوہ ڈاکٹر شاہد مسعود، نے بھی مجاہد اسلام غازی جنرل حمید گل رحمۃ اللہ علیہ کو زبردست خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ محمد عبداللہ گل کو مجاہد اسلام غازی جنرل حمید گل کا بہترین جانشین ہونے پر بھرپور انداز میں سراہا، اس موقع چیئرمین تحریک جوانان پاکستان و کشمیر محمد عبداللہ حمید گل نے بھی اپنے والد مرحوم جنرل حمید گل ؒ کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

● **الدعوت الی القران** مؤلف: مولانا محمد یوسف قریشی مرحوم

ضخامت: ۳۲ صفحات ناشر: موتمر المؤلفین جامعہ اشرفیہ پشاور

شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف قریشی مرحوم ایک جید عالم دین اور نامور مصنف تھے،موصوف کی اس سے قبل بھی کئی کتابیں اہل علم سے داد تحسین وصول کر چکے ہیں اور زیرتبصرہ کتاب "الدعوت الی القرآن" بھی اپنے موضوع پر ایک اچھی کوشش ہے،قرآن کی طرف لوگوں کی رہنمائی اور قرآن کی طرف دعوت اس کا خاص موضوع ہے، اس موضوع پر انہوں نے قرآنی دلائل کی روشنی میں بحث کی ہے اور بعد میں فضائل قرآن پر چالیس احادیث کا اہتمام بھی کیا اور اس کی نفیس شرح بھی فرمائی (مبصر:مولانا اسلام حقانی)

● **ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن اوران کی علمی و تصنیفی خدمات** ضخامت: ۱۸۵ صفحات

مؤلف: پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد ناشر: مکتبہ حامدیہ نواں شہر ایبٹ آباد

قاری فیوض الرحمٰن صاحب علمی دنیا میں جانی پہچانی شخصیت ہیں، کئی کتابوں کے مصنف ہیں، زیرتبصرہ کتاب میں پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد نے ان کی علمی و تصنیفی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے سوانحی حالات بھی مفصل انداز میں بیان کئے ہیں اور ان کے قلم سے نکلے ہوئے جواہر پاروں کا ایک مفصل اشاریہ بھی مرتب کیا۔اپنے موضوع پر ایک اچھی کتاب ہے،یقیناً یہ اشاریہ اہل علم کیلئے ممد ومعاون ثابت ہوگی۔اللہ تعالیٰ مؤلف کو مزید علمی خدمات کی توفیق دے۔(مبصر:مولانا محمد اسلام حقانی)

● **تذکرہ حضرت درخواستی کتب و رسائل میں** مؤلف: پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد

ضخامت: ۱۰۰ صفحات ناشر: مکتبہ حامدیہ نواں شہر ایبٹ آباد

زیرتبصرہ کتابچہ حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ کے متعلق ہے جس میں مرتب موصوف نے حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے متعلق جہاں جہاں اور کسی بھی رسالے اور اخبار میں جو کچھ شائع ہوا ان سب کو جمع کرکے ایک مفصل اشاریہ مرتب کیا۔یہ کاوش یقیناً ایک قابل قدر علمی و تحقیقی سوغات ہے،جس سے عاشقان درخواستی محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔(مبصر:اسلام حقانی)

- **تخریج حدیث کے اصول ومبادی** مؤلف: ابوعثیمین صفی اللہ یوسف زئی

ضخامت: ۶۴صفحات ناشر: ندوۃ التحقیق الاسلامی کوہاٹ

مولانا صفی اللہ صاحب شیخ الحدیث مولانا اسید اللہ مرحوم کے فرزند ارجمند اور خلف الرشید اور علمی جانشین ہیں، اللہ نے انہیں علمی صلاحیتوں سے مالا مال کیا ہے۔ زیرتبصرہ کتاب ''تخریج حدیث کے اصول ومبادی'' ان کی علمی صلاحیتوں کا ایک نمونہ ہیں، موصوف نے اس کتاب میں تخریج حدیث کا پوری بصیرت اور گہرائی سے ایک تحقیقی جائزہ لے کر اپنے موضوع پر قابل قدر کام کیا۔ عام فہم انداز اور نفیس زبان میں اس فن پر روشنی ڈالی۔ (مبصر: مولانا محمد اسلام حقانی)

- **علامہ قاضی محمد زاہد الحسینی تصنیف وتالیف کے میدان** مؤلف: مولانا پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد

ضخامت: ۶۰صفحات ناشر: مکتبہ حامد یہ نواں شہر ایبٹ آباد

زیرتبصرہ کتابچہ میں پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد نے حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی کی تمام کتابوں، مقالات اور مضامین کا ایک اشاریہ مرتب کیا ہے، موصوف نے اس سے قبل قاری محمد طیب قاسمی، مفتی محمد شفیع صاحبان کے بارے میں بھی ایک ایسا ہی اشاریہ مرتب کر چکے ہیں۔ ان اشاریوں کی اہمیت اہل علم وتحقیق سے مخفی نہیں۔ مرتب موصوف نے حسب استطاعت قاضی زاہد الحسینی صاحب کے حوالہ سے تمام مواد جمع کرنے کی سعی کی ہے، یقیناً یہ قابل صد تحسین کوشش ہے۔ (مبصر: مولانا محمد اسلام حقانی)

- **احکام القرآن** مؤلف: مولانا محمد ایوب الہاشمی

ضخامت: ۲۰۵صفحات ناشر: دارالعلوم عربیہ سراج العلوم مدنی مسجد مری روڈ دھموڑا ایبٹ آباد

احکام القرآن کے نام موسوم یہ کتاب قاضی محمد ایوب الہاشمی کی تصنیف ہے جس میں علوم القرآن کے ضروری اور اہم مباحث سے بحث کی گئی ہے، یہ قرآن کریم اور اسکے متعلقات پر معلومات کا ایک بیش بہا اور گراں قدر مجموعہ ہے جس سے عوام اور خواص دونوں یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔ مؤلف موصوف نے نہایت جانفشانی کے ساتھ مستند مراجع سے استفادہ کرتے ہوئے یہ جامع کتاب مرتب فرمائی۔ اللہ سے دعا ہے کہ اس کو عام وخاص کیلئے نافع بنائے۔ امین (مبصر: مولانا محمد اسلام حقانی)

- **احکام الاسلام** مؤلف: مولانا محمد ایوب الہاشمی

ضخامت: ۱۵۷صفحات ناشر: دارالعلوم عربیہ سراج العلوم متصل عیدگاہ مری روڈ، دھموڑا ایبٹ آباد

مولانا قاضی محمد ایوب الہاشمی محتاج تعارف نہیں، فاضل دارالعلوم دیوبند، جید عالم اور قابل مدرس تھے۔ عصر حاضر میں مسلمانوں کی دینی تعلیمات سے دوری اور ناواقفیت کو دیکھ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو

عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی، ارکان اسلام کو مفصل و سلیس انداز میں پیش کیا ہے اور آخر میں علم الفرائض کے حوالے سے مفصل باب باندھا۔ چونکہ اس کی بھی اس دور میں اشد ضرورت تھی، امید ہے یہ کتاب نوجوان نسل کیلئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔ (مبصر: مولانا محمد اسلام حقانی)

● صبر کے موتی — مؤلف: مولانا شفیق الرحمٰن

ضخامت: ۱۱۷ صفحات — ناشر: جامعہ ام سلمہ چکیا روڈ مانسہرہ، 0322 9910492

بعض اوقات مومن مرد ہو یا عورت کسی نہ کسی مصیبت، تکلیف اور مشقت میں مبتلا رہتے ہیں مثلاً جسمانی، مالی، خاندانی مسائل اور پریشانیاں اسے لاحق ہوتی ہیں لیکن مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایسی حالت میں اپنے رب کی یاد سے غافل نہ رہے اور اس طرح کی تکلیف مصیبت اور پریشانی میں صبر سے کام لے۔ صبر کی تلقین قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائی اور احادیث نبویہؐ سے بھی اس کی تلقین کی گئی، انبیائے کرام سے لے کر تمام صلحائے امت نے ہمیشہ ایسے حالات میں صبر سے کام لیا ہے اور صبر کے حوالہ سے عربی زبان میں مستقل کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب "صبر کے موتی" بھی اس سلسلہ کی حسین کڑی ہے جو عام فہم اردو زبان میں مولانا شفیق الرحمٰن صاحب نے مرتب کی ہے، اپنے موضوع پر نہایت اچھی کاوش ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں صبر کے متعلق نہایت مفید معلومات کو ترتیب دے کر کتابی شکل میں شائع فرمایا، اللہ موصوف کی اس کاوش کو امت کیلئے نافع بنائے اور ہم سب کو صبر اور استقامت نصیب فرمائے۔ (م ا ح)

● آباء کے دیس میں — مؤلف: شیخ الحدیث حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی

ضخامت: ۲۲۲ صفحات — ناشر: مکتبہ رشیدیہ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ضلع ملتان

اپریل ۲۰۱۱ء میں جمعیت علماء ہند کی دعوت پر پاکستان کے ممتاز علماء کرام کا ایک وفد ہندوستان کے سفر پر گیا، جس میں کبار علما کرام سمیت مولانا زبیر احمد صدیقی بھی اس وفد میں شامل تھے، انہوں نے اس سفر کی روداد اور احوال جہاں جاتے لکھتے رہتے، مختلف مقامات کی زیارت، مختلف شخصیات سے ملاقاتیں رہیں۔ زیر تبصرہ کتاب اس سفر کے احوال پر مشتمل ہے۔ یہ سفرنامہ بہت دلچسپ، معلومات افزا اور قارئین کیلئے ایک قیمتی سوغات ہے۔ مصنف نے ان واقعات و حالات کو ترتیب دے کر کتابی شکل میں شائع فرمایا۔ (م ا ح)

● ذکر اجتماعی و جہری، شریعت کے آئینے میں — ضخامت: ۱۸۴ صفحات

افادات: مولانا مفتی رضاء الحق — تشریح و تعلیق: مولانا مفتی محمد الیاس — ناشر: زمزم پبلشرز کراچی

ذکر کے حوالے سے بے شمار کتابیں، رسائل مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہے، تاہم مزید تنقیح اور تحقیق کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، خصوصاً ذکر جہری کے متعلق رہنمائی کی ضرورت تھی۔ اس سلسلہ

میں جید عالم دین ومحقق مفتی رضاء الحق صاحب نے مراجع ومآخذ کی روشنی میں وضاحت پیش کی، ہر بات مدلل ومسکت ہے اور یہ کتاب اکابر کے طریقہ ذکر کو قرآن وحدیث سے ثابت کے لئے تحریر کردیا گیا ہے، مفتی الیاس کی تعلیق وتحقیق نے اس کو مزید چار چاند لگادیا۔ اپنے موضوع پر بہترین تحریر ہے، عوام وخواص دونوں یکساں طور پر اس سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ (مبصر: محمد اسلام حقانی)

● درس ہدایۃ النحو افادات: مولانا تحسین اللہ صاحب ضخامت: ۴۶۸ صفحات

مرتب: مولانا نوید احمد خان حقانی ناشر: ادارہ الایمان 0340 1332244

زیر تبصرہ کتاب درس ہدایۃ النحو جو جامعہ تحسین القرآن کے معروف ومشہور مدرس مولانا تحسین اللہ صاحب کے افادات ونکات پر مشتمل ہیں، جسے فاضل حقانیہ مولانا نوید احمد خان حقانی نے دوران درس منضبط کیا اور اب انہی کو کتابی شکل میں پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ صاحب افادات نے بھی مفید تشریحات، بہترین نکات اور علم النحو کے کئی ضوابط وقواعد کو بخوبی بیان کیا ہے اور موصوف مرتب نے بھی نہایت محنت اور سعی کرکے اسے مرتب کیا اور مفید تعلیقات واضافات سے کتاب کو مزین کیا۔ اللہ دونوں کو علم وعمل میں ترقی نصیب فرمائے اور اس کتاب کو نافع اور قبولیت بخشے۔ امین (مبصر: محمد اسلام حقانی)

● جامع الفتاویٰ (مدلل) ج: دوم جمع وترتیب: مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی

ضخامت: ۴۹۷ صفحات ناشر: دارالتصنیف والتحقیق والافتاء، معہد الترمذی ایچی سن سوسائٹی لاہور

ہمارے اکابر فقہاء کرام نے فتاویٰ کے شعبہ میں جو عظیم خدمات سرانجام دیئے اور دے رہے ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں، یہ علمی ذخائر اور خزائن ہیں، اب ان پر تخریج وتحقیق کا کام وقت کی اہم ضرورت ہے، اس سلسلے میں ان میں سے چند ایک پر تخریج احادیث کا کام تو ہوا لیکن ابھی مزید کام کی ضرورت ہے، اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی نے جامع الفتاویٰ (مدلل) کی صورت میں یہ مبارک سلسلہ شروع کیا جوکہ ۱۰۰ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہوگی (ان شاء اللہ) جو فتاوی کا عظیم موسوعہ کی شکل میں ہوگا اور جس پر تیزی سے کام جاری ہے اس کی پہلی جلد رمضان المبارک میں شائع ہوکر پہلے ہی منظر عام پر آچکی ہے، جس کی ابتداء کتاب الطہارت سے ہوئی جوکہ ابواب الوضو کے چند فصول فرائض وضو، سنن، مستحبات اور مکروہات وضو اور مسائل مسواک پر مشتمل ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب جلد دوم میں ابواب الوضو ہی کی باقی فصول نواقض وضو اور غیر نواقض وضو اور متفرقات وضو مذکور ہیں۔ جامع الفتاویٰ کی جو اہم خصوصیت ہے وہ یہاں دلائل کا ہے جس کو مصادر شریعت (قرآن، حدیث اقوال اور آثار تابعین) سے مزین کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس عظیم کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ان کی مدد فرمائے۔ (مبصر: مفتی بہادر خان حقانی)